ثمرؔ ڈکاروی کی نعت گوئی

میری تصویر ظاہری کو نہ دیکھ
میری تصویر اس کتاب میں ہے
ثمرؔ

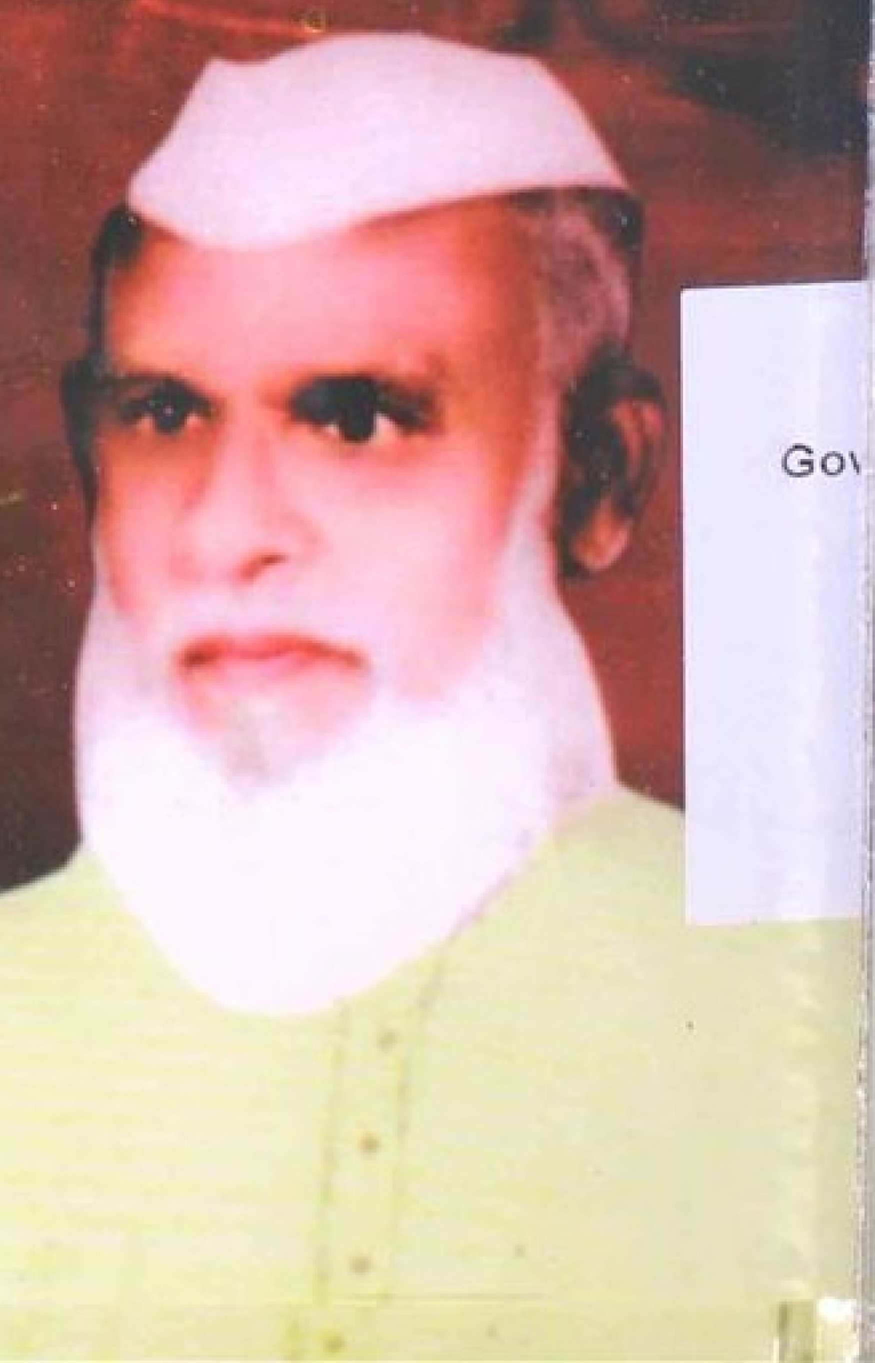

ڈاکٹر نعیم صباؔ

Gov

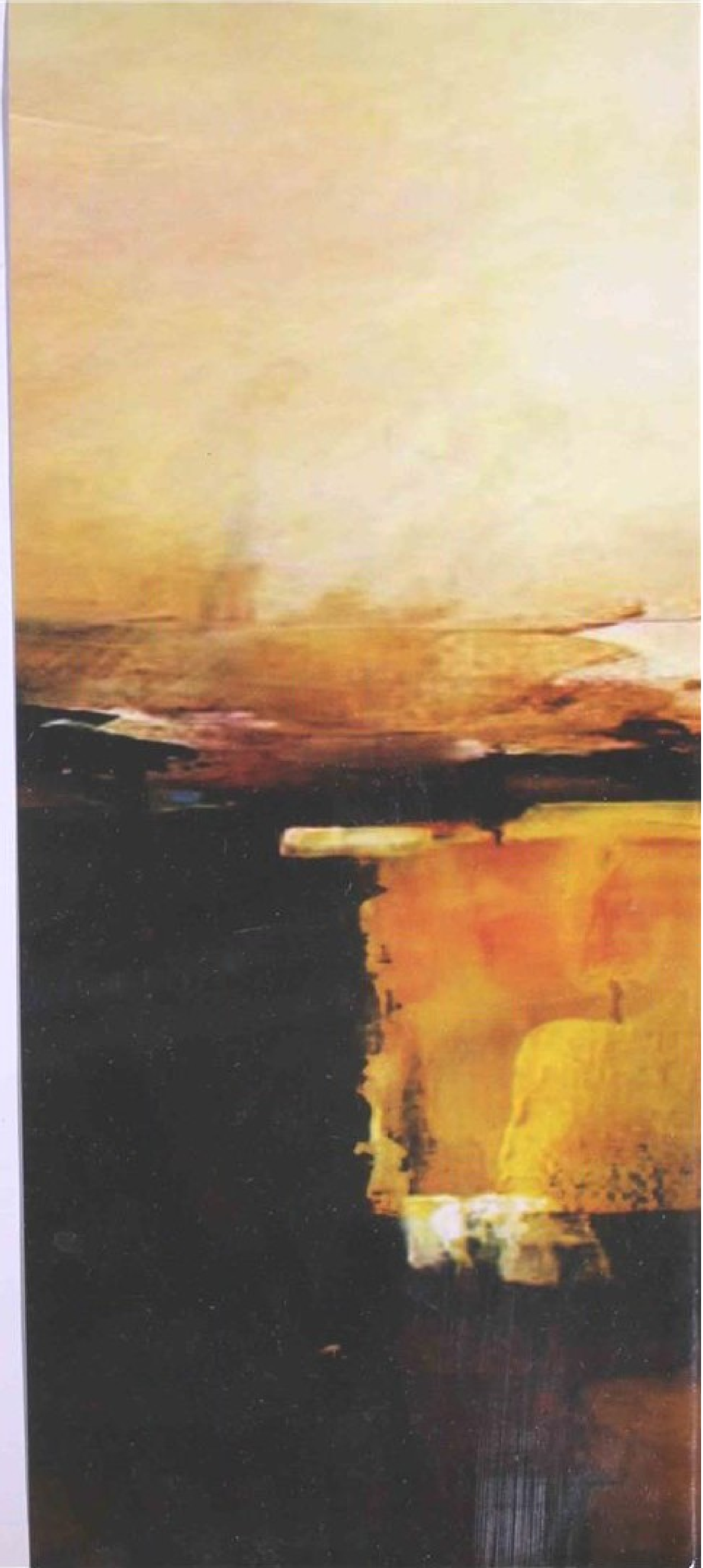

ثمر ٹکاروی کی نعت گوئی

ڈاکٹر نعیم صبا

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۶

GOVT. URDU LIBRARY
ACC.No. 13075
Date 30.12.2020
PATNA

© ڈاکٹر نعیم صبا

یہ کتاب اردو ڈائرکٹوریٹ محکمہ راج بھاشا، حکومت بہار کے
جزوی مالی تعاون سے اشاعت پذیر ہوئی۔

SAMAR TIKARVI KI NAAT GOI

by: DR. NAYEEM SABA

Year of Edition - 2020
ISBN 978-93-90100-09-5

₹ 350/-

کتاب	:	ثمر ٹکاروی کی نعت گوئی
شاعر	:	ڈاکٹر نعیم صبا
سن اشاعت	:	۲۰۲۰ء
قیمت	:	۳۵۰ روپے
تعداد	:	۶۰۰
صفحات	:	۱۶۰
کمپوزنگ	:	یحییٰ فہیم، سبزی باغ، پٹنہ، موبائل:9122196070
طباعت	:	روشان پرنٹرس، دہلی۔۶
ناشر	:	علمی مرکز، نزد بہار اردو اکادمی، اشوک راج پتھ، پٹنہ۔۴
ملنے کا پتہ		۱۔ صبا بک ڈپو، پھلواری شریف، پٹنہ
		۲۔ تاج بک ڈپو، مین روڈ رانچی (جھارکھنڈ)
		۳۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ۔۴

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
H.o. D1/16, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002 (INDIA)
B.o. 3191,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)
Ph: 45678285, 45678286, 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephindia@gmail.com
website: www.ephbooks.com

Govt. Urdu Library
13075

انتساب

اپنے والد محترم عبد الحمید مرحوم کے نام

ڈاکٹر نعیم صبا

میری تصویر ظاہری کو نہ دیکھ
میری تصویر اس کتاب میں ہے

ثمؔر

ڈاکٹر نعیم صبا

تعارف

نام	: نعیم الدین
قلمی نام	: نعیم صبا
تاریخ پیدائش	: ۲۱/اگست ۱۹۵۱ء
سکونت	: پھلواری شریف، پٹنہ
رابطہ	: ڈاکٹر نعیم صبا محلہ گلستان، پھلواری شریف، پٹنہ۔801505 (بہار)
علمی لیاقت	: ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی
پیشہ	: درس وتدریس
شعری مجموعہ	: موج صبا (غزلیں) 2008 حساب زخموں کا (غزلیں) 2010
تلمیذ	: حضرت ثمر ٹکاروی
رابطہ	: فون/واٹس ایپ۔7070000804

☆☆☆

"ثمرؔ ٹکاروی ایک وہبی شاعر"

پروفیسر طلحہ رضوی برقؔ

دہلی و لکھنؤ کی طرح عظیم آباد بھی اردو شعروادب کا ایک عظیم دبستان رہا ہے۔ یہاں کی لسانی، فنی اور شعری ادبی خصوصیات نے اس کی وقعت و عظمت اور اہمیت کو قابل رشک بنادیا۔ عظیم آباد کے قرب وجوار اور گرد و کو بھی اس کا خاطر خواہ فیضان پہنچا۔ نتیجتاً صوبہ بہار کے اکثر شہر و مضافات کی بھی ایک شناخت بنتی گئی، مثلاً آرہ، سہسرام، گیا، بھاگلپور، مظفر پور، سیوان وغیرہ۔ صرف گیا ضلع کے عشرتؔ گیاوی، شفقؔ عماد پوری، سریر کابری، شمس گیاوی، ثمرؔ ٹکاروی وغیرہ انگلیوں پر گنے جانے والے نام ہیں جنہیں عہد آفریں کہا جاسکتا ہے۔ انہیں میں ثمرؔ ٹکاروی بھی تھے جن کی شخصیت ایک استاد اور کامل الفن شاعر کی تھی۔ مگر اپنی صوفیانہ طبیعت کی وجہ سے وہ شہرت سے بے نیاز اور نام آوری سے دور رہے۔ علمی شخصیت بھی قابل لحاظ تھی اور فن شاعری میں استادانہ حیثیت رکھنے کے باوجود گمنامی کے پردے میں رہے۔

آج مختلف یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کی ترویج نے ریسرچ اسکالرز کو ایسی شخصیتوں کی تلاش و تحقیق اور تعارف کی طرف راغب کیا۔ اس طرح بیسیوں شعراء بہار جو دبستان بہار کی لائق اور قابل فخر شخصیات میں شمار ہیں، گوشہ گمنامی سے باہر لائے گئے۔ جیسے صوفیؔ منیری شاگرد غالبؔ، شفیعؔ تمنائی، علامہ تمناؔ عمادی، محمد شریف فخر

مہدانوی، ریاضؔ مظفر پوری، شاہ اکبر ابو العلائی، محمد فضل کریم افضلؔ، شاہ حامد ارزانی، علامہ قوسؔ حمزہ پوری، مولانا محمد ابراہیم اعظمؔ بیاپوری، شاہ فضل امام واقفؔ آروی اور یہ فہرست طویل ہے۔

دس سال قبل ۲۰۰۹ء میں ایک ریسرچ اسکالر محمد نعیم الدین صباؔ نے ''حضرت ثمر ٹکاروی بحیثیت نعت گو'' کے عنوان سے اپنا تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی مگدھ یونیورسٹی، بودھ گیا میں داخل کیا جو پروفیسر محمد مصلح الدین کی نگرانی میں مکمل ہوا تھا۔ مگدھ یونیورسٹی نے فاضل مقالہ نگار کو ان کی اس تھیس پر Ph.D کی ڈگری سے سرفراز کیا۔ ڈاکٹر نعیمؔ صبا تحقیقی کاوش اور دقیق النظری سے لکھے ہوئے اپنے اس قیمتی مقالے کو کتابی صورت میں شائع کرنے جارہے ہیں۔ یہ ایک مستحسن اقدام ہے۔ یقیناً یہ کتاب بہار کے تحقیقی اور علمی و شعری کارناموں میں ایک خوبصورت اضافہ ہوگا اور اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

جناب ثمرؔ ٹکاروی کا پورا نام محمد یوسف تھا۔ ان کے والد پیشے سے خیاط تھے لیکن علم دوست، لہٰذا انہوں نے اپنے بیٹے محمد یوسف کی تعلیم و تربیت پر بہت دھیان دیا۔ انہیں مولانا حکیم مظاہر قیوم قمرؔ ٹکاروی کے سپرد کیا جنہوں نے محمد یوسف کو بڑی توجہ اور دلچسپی سے اردو فارسی عربی کی تعلیم دی۔ دینیات و مروجہ نصاب تعلیم پر حاوی کیا۔ ان میں شعر و ادب کا ذوق پیدا کیا۔ محمد یوسف زبان و بیان پر قادر ہو گئے اور عربی و فارسی کے ماہر، شعر گوئی بھی شروع کی اور ثمرؔ تخلص اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ وہ فن شاعری کے واقف کار اور استاد ہوئے۔ فارسی میں بھی کچھ اشعار اور نظمیں لکھیں مگر عصری ذوق عامہ اور شعری ماحول کے زیر اثر اردو میں ہی مشق سخن فرماتے رہے۔

آپ مزاجاً سنجیدہ، کم گو اور ہمدرد خلائق تھے۔ طبیعت میں انکساری تھی اور تصوف کی طرف میلان رکھتے تھے۔ زبان و بیان پر پوری گرفت، طباعیِ خداداد اور مضمون آفرینی و

ندرتِ فکر و خیال ان کی غزلوں، نظموں اور مخصوص حمدیہ و نعتیہ اشعار میں دیدنی ہیں۔

نعت رسول میں جذبۂ عشق کی کارفرمائی، سوز و گداز اور ایک والہانہ کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ ایک نعتیہ غزل کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

کوئی دیکھے تو ان کی دل ربائی
جھکی جاتی ہے در پر کل خدائی
نہیں اس سے فقط عالم ہی روشن
مری دنیائے دل بھی جگمگائی
فرشتوں پر بھی ہے وجدان طاری
ثمر تونے غزل کیسی سنائی

ثمر کا حلقۂ تلامذہ وسیع تھا۔ ان کے باذوق شاگرد بہار، یوپی اور دیگر صوبوں میں بھی تھے۔ آپ کا کلام معروف اور موقر رسائل و جرائد میں بھی شائع ہوا۔

ڈاکٹر نعیم صبا نے ان کے حالات زندگی پر مختصر پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے مگر جامع۔ جس سے ان کی شخصیت کا دلکش خاکہ ابھر کے سامنے آتا ہے۔ قارئین کو کتاب کے وزن و وقار کا احساس ہوگا اور وہ اس کے معترف ہوں گے۔ ڈاکٹر نعیم صبا نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے گویا کوزے میں دریا سمو دیا ہے۔ اس وقیع پیشکش پر میں نعیم صباء کو دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور دعاء گو ہوں کہ ان کی سعی مشکور مقبول عام ہو، آمین!

تا کی چو صبا بر تو گمارم دم ہمت
کز غنچہ چو گل خرم و خنداں بدرائی

☆☆☆

طلحہ رضوی برق عفی عنہ

اپنی بات

الحمدللہ! میری تیسری کتاب ''حضرت ثمرؔ ٹکاروی کی نعتیہ شاعری'' آپ کے سامنے ہے۔

یوں تو کیفیت وکمیت کے اعتبار سے نعتوں کا ایک وقیع سرمایہ ثمرؔ ٹکاروی کی بیاض میں محفوظ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ناسازگار حالات کے سبب وہ اس کی اشاعت نہ کر سکے۔ شاگرد ہونے کے ناطے میرا یہ فرض ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری سے اردوداں طبقہ کو روشناس کراؤں۔

میں نے حضرت ثمرؔ ٹکاروی کی شاعرانہ عظمت اور ان کی نعت گوئی کی خصوصیات ومحاسن کو منظر عام پر لانے کی کوششیں کی ہیں۔ اپنی کوششوں میں کہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں۔ اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

خاکسار
ڈاکٹر نعیمؔ صبا
پھلواری شریف، پٹنہ
7070000804

حالات زندگی

قصبہ ''ٹکاری'' ایک مردم خیز علاقہ ہے یہاں کی مٹی نے اپنی کوکھ سے کچھ ایسے ادباء وشعراء کو جنم دیا جنہوں نے اپنے خون جگر سے گلشنِ ادب کی آبیاری کی اور اسے لالہ زار بنا دیا اور اپنی کاوشوں، دلچسپیوں اور فنکارانہ صلاحیتوں سے کام لے کر شعروادب کے وہ پھول کھلائے جن کی خوشبو دور دور تک پھیلتی چلی گئی۔

ان ہی میں سے حضرت ثمرؔ ٹکاروی بھی ایک ہیں جن کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ حضرت ثمرؔ ٹکاروی کا پورا نام محمد یوسف تھا۔ انکی پیدائش ۱۹۰۸ء میں محلہ رانی گنج ٹکاری گیا میں ہوئی۔

حضرت ثمرؔ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ ارشاد العلوم ٹکاری میں ہوئی جہاں عربی و فارسی کی ابتدائی کتابوں کے علاوہ ''گلستاں'' اور ''بوستاں'' بھی مکمل طور پر اپنے استاد محترم جناب مولانا عبد الغنیؒ جو ایک جید عالم تھے، سے پڑھیں۔ اور اسی مدرسہ سے مولوی کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔

ان ہی دنوں خوش قسمتی سے اسی قصبہ میں ایک بزرگ صفت اور عالم دین حضرت مولانا حکیم مظاہر قیوم قمرؔ ٹکاروی کی سرپرستی حاصل ہوگئی۔ مولانا قیوم قمرؔ صاحب ایک اچھے اور باصلاحیت عالم دین ہی نہیں بلکہ عربی و فارسی

کے اچھے استاد کے ساتھ ساتھ ایک اچھے شاعر بھی تھے، حضرت ثمر نے اپنے استاد محترم کی صحبت میں رہ کر طب کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جن میں میزان الطب، کفایہ سفوری، تشریح الاجسام، قانونچہ اور خاذق قابل ذکر ہیں۔

حکیم صاحب نے علم طب کے ساتھ ساتھ فارسی ادب نظم اور نثر دیوان حافظ ابوالفضل قصائد عرفی، وقائع نعمت خاں عالی، قصائد عسجدی، قصائد مغربی، اور رباعیات عمر خیام کا بھی مکمل ثمر ٹکاروی کی نعت گوئی درس حضرت ثمر کو دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ثمر کو علم طب کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی پر بھی مہارت حاصل ہو گئی۔ مولانا مظاہر قیوم قمر ٹکاروی علامہ شفق عمادیوری کے شاگرد رشید تھے، جو شاعری میں یکتائے روزگار تھے، انکی صحبت کا حضرت ثمر پر یہ اثر ہوا کہ جلد ہی ان کی طبیعت موزوں ہو گئی۔ اور غزلیں کہنے لگے۔ انہوں نے ثمر کو اصلاح کے ساتھ ساتھ شعری محاسن اور فنی باریکیوں سے بھی روشناس کرایا۔

حضرت ثمر کی پہلی نظم ماہنامہ ''کامیاب'' دہلی میں ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد طبیعت میں ایسا نکھار آیا کہ بہار اور ہندوستان کے معروف و موقر رسائل و جرائد میں مسلسل چھپتے رہے جن میں ''آج کل'' دہلی، ''شاعر'' بمبئی، ''شمع'' دہلی، ''بیسوی صدی'' دہلی، ''حریت'' کانپور، ''مدینہ'' بجنور اور ''تعمیر'' ہریانہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ ان کے کلام آکاش وانی پٹنہ سے کلام شاعر اور بزم سخن میں اردو پروگرام کے تحت نشر ہوتے رہے۔ آل انڈیا مشاعرے میں بھی شریک ہوئے اور اعزازی نشستوں میں بھی شرکت کی دعوت ملتی رہی۔ بالخصوص ''بزم شفق'' گیا

اور ''مرکز ادب'' گیا کی ماہانہ طرحی نشستوں میں شریک بزم ہوتے رہے۔ ان کا مجموعہ کلام ''متاعِ ثمر'' کا مسودہ بہار اردو اکاڈمی، پٹنہ میں مالی تعاون کے لئے جمع ہے۔

ان کے والد محترم کا آبائی پیشہ خیاطی تھا اور آمدنی اتنی قلیل تھی کہ گذر اوقات بمشکل تمام ہو پاتی تھی۔ ان حالات سے جناب ثمرؔ کا بھی دو چار ہونا ضروری اور یقینی تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ''حکیمی'' کرنے کے بجائے انہوں نے اپنا آبائی پیشہ خیاطی اختیار کرنا مناسب سمجھا تا کہ فوری طور پر ضرورتوں کو پورا کیا جاسکے۔ اگر حکیمی کرتے تو یہ ممکن نہیں تھا کیوں کہ حکیمی کے متعلق ان کا اپنا خیال یہ تھا۔

معتقد پیٹنیٹ ادویہ کی یہ دنیا ہے جب
کون پوچھے بید جی کو ڈاکٹر ہوتے ہوئے

چنانچہ انہوں نے اسی قصبہ ٹکاری کے سبزی بازار میں ایک سلائی کی دکان ''کوی ٹیلرنگ ہاؤس'' کھول لیا۔ اس طرح وہ غیر مسلموں میں ''کوی جی'' کے نام سے بھی مشہور ہوئے۔

اپنی سادہ مزاجی کی طرح ہمیشہ کھادی کا کرتہ اور نیم خالتہ پاجامہ زیب تن کرتے تھے۔ سر پر ہمیشہ گاندھی ٹوپی ہوتی تھی۔ اور کبھی کبھار جواہر بنڈی بھی استعمال کرتے تھے۔ جسمانی طور پر لحیم شحیم تھے، قد درمیانہ تھا۔ پیٹ قدرے نکلا ہوا تھا۔ ناک لمبی، چہرہ گول اور صاف رنگت پر سفید اور گھنی ڈاڑھی، آواز شیریں، پان اور گوشت کھانے کا شوق ہمیشہ رہا۔

حضرت ثمرؔ انتہائی سنجیدہ اور کم گو ہمدرد اور اخلاق مند تھے۔ طبیعت میں

انکساری حد درجہ تھی جو بھی ان سے ایک بار ملتا متاثر ہوتا اور ان کی شخصیت سے مرعوب ہو جاتا۔ کیوں کہ ان کی شخصیت تصنع اور بناوٹ سے بالکل پاک تھی۔ ذی اثر، کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر اور شاعری کے علاوہ کتابوں، اخباروں اور رسائل کا مطالعہ ان کا مشغلہ تھا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں مطالعہ سے گہری دل چسپی تھی۔ اس لئے وہ ادبی رجحانات، جدید فکر، ملک اور بیرون ملک کے تازہ ترین حالات سے باخبر تھے۔

ان کے حلقہ تلمذ میں صوبہ بہار ہی نہیں بلکہ یوپی اور دیگر صوبوں کے لوگ بھی شامل ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگردوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ ان کا سلسلہ تلمذ حضرت اسیرؔ لکھنوی سے اس طرح جا ملتا ہے۔

۱۔ اسیرؔ لکھنوی

۲۔ امیرؔ مینائی

۳۔ ریاضؔ خیرآبادی

۴۔ علامہ شفقؔ عمادپوری

۵۔ مولانا حکیم مظاہر قیوم قمرؔ ٹکاروی

۶۔ حضرت ثمرؔ ٹکاروی

۷۔ محمد یعقوب شجرؔ ٹکاروی

۸۔ پرویز رحمانی، رانچی

۹۔ حیدر بیتھوی، گیا

۱۰۔ سید نظام الدین قادری، امجھری، گیا

۱۱۔ محبوب نظرؔ، گیا

۱۲۔ کوثر سیوانی، سیوان

۱۳۔ پروفیسر ایم۔اے۔ضیا، گیا

۱۴۔ نعیم صبا، گیا

۱۵۔ صابر بہاری، رانچی

۱۶۔ قمرالزماں قمر، رانچی

۱۷۔ اختر سعیدی، رانچی

۱۸۔ معراج احمد معراج، رانچی

۱۹۔ مجیب الرحمٰن بزمی، رانچی

۲۰۔ حسن جعفری، رانچی

۲۱۔ اختر آزاد، رانچی

۲۲۔ شاد قاسمی، بجنور

۲۳۔ خورشید انور، گیا

۲۴۔ رہبر گیاوی، گیا

حضرت ثمر ایک سچے اور پکے سنی مسلمان تھے۔انہیں علم دین سے گہرا لگاؤ تھا۔دینی امور میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ انہیں اپنے رسول سے گہری محبت اور عقیدت تھی۔اس کا والہانہ اظہار انہوں نے اپنے نعتیہ کلام میں کیا ہے۔وہ تبلیغ مذہب کے لئے کہنے سے زیادہ عمل کرنے پر یقین رکھتے تھے۔

جہاں تک انکی سیاسی دل چسپی کا سوال ہے وہ شروع سے آخر تک کانگریسی رہے کیوں کہ بھارت کو انگریزوں سے آزاد کرانے میں کانگریس

پارٹی پیش پیش تھی۔ کانگریس پارٹی نے تحریک آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔

حضرت ثمرؔ کی شادی بی بی آمنہ خاتون موضع مہمینہ پوسٹ ٹکاری ضلع گیا کے ساتھ ہوئی تھی۔ ان کے بطن سے چھ لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔

حضرت ثمرؔ ٹکاروی مورخہ ۷/ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۱/جمادی الاوّل ۱۴۱۶ھ بروز پنجشنبہ بوقت ۷ بجے صبح لگ بھگ ۸۷ سال کی عمر میں اپنے معبود حقیقی سے جا ملے اور محلہ رکاب گنج، ٹکاری، گیا میں مدفون ہوئے اس طرح قصبہ ٹکاری سے ایک عظیم ادبی ہستی اٹھ گئی جس کی جگہ شاید ہی کوئی لے سکے گا۔

☆☆☆

ادبی خدمات

ثمرؔ ٹکاروی نے مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کرکے اپنی قادالکلامی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ انہوں نے غزلیات کے علاوہ نظمیں، قطعات، مخمس، مسدس، مثلث، قصائد، قطعہ تاریخ گوئی اور نعت ومنقبت جیسی لطیف و نازک اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کرکے نعت گوشعراء میں منفرد وممتاز حیثیت حاصل کی۔

ثمرؔ ٹکاروی ایک فطری شاعر تھے، اس لئے انکی شاعری میں انکے اپنے تجربے اور مشاہدے کی کارفرمائیوں کے ساتھ انکے جذبات اور احساسات بھی شامل ہیں۔

ان کی غزلوں میں زندگی کی سچائیاں، سماجی حقائق، انسانی معاشرے کی ترجمانی مسرت وشادمانی اور درد وغم کے ساتھ ساتھ وطن پرستی کا جذبہ موجود ہے۔ انکی شاعری حالات کا مرقع ہے۔ ان کے یہاں حالات و واقعات کا تجربہ اور احساسات وجذبات کے بیانات کے علاوہ کہیں اپنے نظریئے کی وکالت بھی ہے۔

ثمرؔ ٹکاروی نے جہاں غزل کے فنی محاسن پر توجہ دی ہے وہیں انہوں نے مواد وموضوع میں بھی دل کشی اور انفرادیت پیدا کی ہے۔ انکے سوچنے کا

انداز بالکل اپنا ہے وہ جس انداز میں سوچتے ہیں اسی انداز میں اپنے خیالات کو پیش کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کی شاعری مین ان کا ایک اپنا اسلوب ہے، اک اپنا انداز ہے۔ جس سے ان کی انفرادیت آشکار ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ان کے یہاں تقلید اور روایت کا التزام ملتا ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی شاعری محض تقلیدی اور روایتی ہے۔ اسی طرح ان کے یہاں محض فارسی اور عربی کے بھاری بھرکم الفاظ نہیین ہیں بلکہ موضوع کی مناسبت سے بندش الفاظ اور تراکیب کی بہتات ہے جس سے ان کی غزلوں میں نئے پن کا احساس ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل اشعار سے ثمر ٹکاروی کی غزلوں کے مختلف موضوعات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سکوں حاصل نہ پہلے تھا نہ اب ہے
مصیبت بن گئی ہے جاودانی

....

یقیناً وہ شہری ہے کہتا ہے جو
گزرتی ہے فٹ پاتھ پر زندگی

....

یہ چمنی کی بھرمار یہ گھن گرج
دھواں میں ہے آٹھوں پہر زندگی

....

مصیبت کی موجوں میں اکثر ثمر
گزرتی رہی تیر کر زندگی

....

نئے سماج کا منظر ابھر کر آئے گا
یقیں ہے کہ یہ دنیا ثمرؔ نئی ہوگی
....

پتھروں کے ناک نقشے دیکھ کر
گوشت کے سانچوں کی عریانی بڑھی
....

بیاباں میں بھی ہے چمن کی بہار
وہ ارزانیِ خونِ انساں ہوئی
....

سہمی ہوئی دنیا ہے سہما ہوا انساں ہے
دیکھے کوئی قدرت کے ذرے کی توانائی
....

تعمیر کے پردے میں تخریب کا پیکر ہے
تخریب کی سازش ہے تعمیر کی رسوائی
....

تم تو ہر روز نیا عہد و فا کرتے ہو
یہ تو بتلاؤ کبھی فرض ادا کرتے ہو
....

رات بھر رہتی ہے بستر پہ گلوں کی خوشبو
پارک میں تم جو سر شام پھرا کرتے ہو
....

اب تو پہچان بھی مشکل ہے بہت مشکل ہے
کون صوفی ہے یہاں کون رشی ہے یارو
....

عہد حاضر کا حال مت پوچھو
ہر بشر ہے نڈھال مت پوچھو

....

میں ہوں کیوں پُر ملال مت پوچھو
اتنا مشکل سوال مت پوچھو

....

کون کھاتا ہے ترس، رحم کی فرصت ہے کسے
گھومتے رہتے ہیں یاں یاس والم کے چہرے

....

جو بحر بے کنار تھے نالوں میں بٹ گئے
مٹکے کی شکل بن کے پیالوں میں بٹ گئے

....

آنے والا ہے کوئی طوفان کیا
اڑ گئے سارے پرندے پیڑ سے

....

ہر طرف ہے فساد، قتل اور خون
خاک اب زیست کا مزہ آئے

....

دن کوئی بھی ایسا نہیں ملتا ہے ہمیں آج
پڑھتے نہیں اخبار میں حالات جرائم

....

ستم ہے، ظلم ہے، نفرت ہے، آپس میں عداوت ہے
یہ عہد علم و دانش ہے کہ دور جاہلیت ہے

....

سینکڑوں مسئلے ہیں آج ثمرؔ
ذہن شاعر کدھر کدھر جائے

....

عشق کا روگ ہے اک روگ مسلسل اے دوست
پھر سے ہوتا ہے شروع ختم جہاں ہوتا ہے

....

تیرا گیسو ہے ایک بحر طویل
تیری صورت ہے ایک تیکھی غزل

....

جو بڑے لوگ ہیں ان کی ہے محبت ابدی
ہم غریبوں کا کہاں نام و نشاں ہوتا ہے

....

غم سے انساں کیوں پریشاں ہو
غم بھی ایک حاصل مسرت ہے

....

اے ہواؤں کو سونگھنے والو!
پھر وہ طوفان اٹھنے والا ہے

....

پہلے زبان و فن کے خریدار لائیے
پھر اس کے بعد آپ جریدے نکالئے

....

ثمرؔ جس کو اجاڑا تھا کسی نے
وہ گلشن اور پھیلا جا رہا ہے

....

قومی یک جہتی کے میدان میں آؤ لوگو
مادرِ ہند کی عظمت کو بڑھاؤ لوگو

....

ہم اس کی آبرو پر جان تک قربان کردیں گے
ہماری جان الفت ہے ثمرؔ کشمیر کی دنیا

....

اہل تنقید سے تو خوف نہ کھا
اپنی تخلیق کو تشکیل بنا

....

کیا زمانہ ہے ثمرؔ آیا ہوا
پھول سا چہرہ ہے کمھلایا ہوا

....

جہاں شعر میں دیکھا جدیدیت کا فریب
بگاڑ دی ہے ثمرؔ دوستوں نے فن کی فضا

....

حالات سازگار بھی آئیں گے اے ثمرؔ!
ہمت سے کام لیجئے شکوہ نہ کیجئے

....

ایک دل ہے تو سینکڑوں غم ہیں
زندہ رہنا بھی اک مصیبت ہے

....

جھوٹ بغض و عناد مکر و فریب ہے
آج کل کی یہی سیاست ہے

....

ذرہ ذرہ کی آج ہے ریسرچ
آدمی خود خدا ہے آج ثمرؔ

....

لیڈری ہے کہ ہے کوئی مردہ
گدھ کی صورت جھپٹ رہے ہیں لوگ

....

وہ مستقل کوئی بازار تو نہیں تھے ثمرؔ
وہ ایک میلے کی صورت تھے جو اجڑنے لگے

....

سرحد آداب فن کا جب نہیں ہے احترام
یہ فرار فن ثمرؔ ہے اس میں کچھ جدت نہیں

....

اہل دیر و حرم کو مت پوچھو
دونوں ہی درمیان سے گذرے ہیں

....

کام ہی سب کچھ بناتا ہے اُسے
آدمی کوئی بُرا ہوتا نہیں

....

اہل قلم کے سامنے وہ سجدہ ریز ہے
جو سر کسی کے سامنے اب تک جھکا نہیں

....

حوصلہ ہے امنگ نہ ترنگ
اس کا دل بہت ہی رف ہے میاں

....

صاف گوئی کو جانتا ہے ثمرؔ
یہ بھی اک طرح سے بلف ہے میاں

....

ہاں وہ گلشن مرا گلشن ہے
جس پہ چھائی کبھی بہار نہیں

کون سنتا ہے ثمرؔ آج فغان درویش
لیکے پھرتے رہو تم اس کو کتابوں کی طرح

....

خار و خس ہیں گلاب کی صورت
شاخ گل ہے ببول کی صورت

....

رہیے کس سے الگ تھلگ بابا
ساری دنیا ہے آج ٹھگ بابا

غزل ہی کی طرح ثمرؔ ٹکاروی نے نظم نگاری پر بھی خاصی توجہ دی اور مختلف موضوعات پر قلم اٹھا کر اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ چاہے وہ موضوع وطن پرستی ہو، قومی یک جہتی ہو یا کسی کی تعریف و توصیف ہو یا سماجی و سیاسی مسائل ہو یا مناظر قدرت ہوان تمام موضوعات پر ثمرؔ نے اپنی جولانیِ طبع کا مظاہرہ کیا۔ ان کی نظموں میں ربط و تسلسل، برجستگی اور بے ساختگی پائی جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل اشعار میں ملک کے حالات فسادات، علاقائی تعصب اور تنگ نظری، قومی یک جہتی جیسے دیگر موضوعات کو دیکھا جا سکتا ہے۔

پھونک ڈالے نہ کہیں خرمن ادراک وشعور
ہر طرف آگ جو پھیلی ہے بجھاؤ لوگو
زینت صحنِ گلستاں ہے تمہیں گر مقصود
پھول ہر رنگ کا گلشن میں کھلا دو لوگو

(نظم قومی یک جہتی اور لوگو)

جذبۂ حب وطن اور بھی ہموار کرو
ہم بھی ایک ہیں اس عزم کا اظہار کرو
اپنے افکار کی شمعوں کو ضیا بار کرو
کوئی ہو ! پیار کرو پیار کرو پیار کرو

(نظم شعرائے ہند کے نام قومی یک جہتی کے پیغام)

دورِ غلامی ہٹ گیا بادل ستم کا چھٹ گیا
راون کا سر بھی کٹ گیا اور قبر میں شداد ہے
میرا وطن آزاد ہے
یہ جشن سیمیں خوب ہے ہر چیز سے محبوب ہے
سب کو یہی مطلوب ہے اور سب کا دل بھی شاد ہے
میرا وطن آزاد ہے

(نظم جشن سیمیں)

تری سمت تری جرأت وطن کی سرخروئی ہے
ترے خوں کا ہر اک قطرہ چمن کی سرخروئی ہے

مصیبت رنج و غم جتنے بھی ہیں تو سب کو سہتا ہے
ہمیشہ موت کی آغوش میں تو پلتا رہتا ہے
وطن پر تو ہے نازاں تو وطن کو ناز ہے تجھ پر
کہ کرتا ہے عدو کا سامنا دیوار چین بن کر

(نظم سپاہی)

اس ہمہ جہتی ترقی پر نہ کیوں سب دنگ ہوں
کھیت کھلیانوں میں جا پہنچے ہیں نہروں کے گلاب
ترے خواب دل نشیں کی یہ حسیں تعبیر ہے
ہر طرف شاداب ہیں قومی زباں کے گلاب

(نظم آنجہانی جواہر لال نہرو کی یاد میں ۱۹۷۶ء)

ثبوت اس نے دیا ہے رن میں مردانہ تیور کا
مگر یہ بھی ہے واضح شفقتِ مادر بھی ہے اندرا
ایمرجنسی میں اس کا ہر قدم واجب تھا جائز تھا
جہاں حالات ایسے ہوں تو ڈکٹیٹر بھی ہے اندرا
مگر بات بھی سچی ہے کہ جس سے سہمے جاتے ہو
تمہارے جیسے لوگوں کے لئے اک ڈر بھی ہے اندرا

(نظم دیس کی رہبر بھی ہے اندرا)

اے شفیق و مہرباں اے مادرِ ہندوستاں
ساری دنیا تیرے غم میں آج ہے محوِ فغاں

تو وقار ہند تھی تو عظمتِ ہندوستاں
تیرے غم میں سرنگوں ہے ہندی کا قومی نشاں
تونے جو وعدہ کیا تھا قوم کو پورا کیا
تونے اس دھرتی کو اپنا خوں آخر دے دیا

(تونے اس دھرتی کو اپنا خوں آخر دے دیا)

ہمیشہ کون رہنے کے لئے دنیا میں آتا ہے
جو تو رہتا ہمارے درمیاں اے جاں نثار اخترؔ
مگر کچھ لوگ ہوتے ہیں جو نقشے چھوڑ جاتے ہیں
انہیں لوگوں میں تو بھی تھا یہاں اے جاں نثار اخترؔ
بلا سے تو لباسِ جسم خاکی چھوڑ بیٹھا ہے
رہے گا پھر بھی میرے درمیاں اے جاں نثار اخترؔ

اور..........................

دیا تھا ''نعرہ آواز دو ہم ایک ہیں'' سن لے
نثار مادرِ ہندوستاں اے جاں نثار اخترؔ
پلیٹوں پر ترے الفاظ کے نغمے تو باقی ہیں
تری نوکِ قلم کے ضوفشاں شعلے تو باقی ہیں

(نظم جاں نثار اختر کی یاد میں)

ہر سمت غم کی گھٹا چھا گئی
بہارِ چمن میں خزاں آگئی
یہ مرنا تو بر حق ہے لیکن ثمرؔ
اُسے دشمنوں کی نظر کھا گئی

(بیاد سنجے گاندھی)

عظمت و حرمت کعبہ کو بنائے رکھنا
وار کرنا تو مدینہ کو بچائے رکھنا
تونے توڑا ہے درِ قلعہ خیبر بڑھ کر
اپنے اسلاف کی جرأت کو بنائے رکھنا
غازی وقت ہے تو تجھ کو دعا دیتا ہوں
تیز تر اپنا قدم اور بڑھائے رکھنا

(غازی دوراں صدام حسین کے نام)

مجاہدین عرب کی پکار سن لو
کہ اے یہودیو! تم مار آستیں نہ ہو
یہ کہہ رہا ہے زمانہ کہ اب سنبھل جاؤ
عرب کو چھوڑ دو باہر کہیں نکل جاؤ
تم اپنے آپ کو گر ہو سکے تو رحم کرو
مجاہدوں کی رگوں کا لہو نہ گرم کرو

(سرکش اسرائیلیوں کے نام)

GOVT. URDU LIBRARY, PATNA

یہ وہ گلشن ہے جس کا مدح خواں سارا زمانہ ہے
یہ وہ بلبل ہے جس کا ہر چمن میں آشیانہ ہے
یہ وہ طائر ہے جس کا نام یکتا و یگانہ ہے
یہ وہ قفس ہے جس کا ہر ترنم والہانہ ہے
یہ وہ پیاری زباں ہے جس پہ ہے ساری زباں مفتوں
یہ وہ لیلیٰ ہے جس کے عشق میں ہے ہر بشر مجنوں

(نظم اردو)

اے گلشن نگہ کی بہارو سلام لو
اے آسمان زینت کے تارو سلام لو
گھر کی امید دل کے سہارو سلام لو
معصوم اور حسین نظارو سلام لو
مخمور ہو رہے ہو مئے لالہ فام سے
سرشار ہو گئے شہادت کے جام سے
لیکن ہمیں امید ہے وہ دور آئے گا
ظالم کئے کی اپنی سزا آپ پائے گا
چرخ کہن پھر اپنا کرشمہ دکھائے گا
یہ واقعہ جہاں کو پڑھ کر سنائے گا

تم بے کسوں کا خون نہیں ہوگا رائیگاں
دمکے گا اس سے ملت بیضا کا گلستاں

(فسادات رانچی۔۶۷ء)

جس کا اندیشہ تھا وہ ہو کر رہا
رنگ لا کر ہی رہا لاٹھی کا کھیل
جل رہا ہے آگ میں جمشید پور
کیا ہوا ان مفتیوں کا تال میل
جس طرف چاہا گھما کر رکھ دیا
کتنی ڈھیلی ہے حکومت کی نکیل
ہاتھ میں غنڈوں کے ہے ریوالور
اور پولس اس کو سمجھتی ہے غلیل

(جل رہا ہے آگ میں جمشید پور)

ہم ہی نہیں تمہاری شہادت پہ سوگوار
آنکھیں تمام ہوگئیں اس غم سے اشکبار
ہے منتشر دماغ تو ہر دل ہے بے قرار
نازاں ہیں آج تم پہ شہیدان کربلا

(شہدائے بھاگلپور کے نام)

ہر طرف سیلاب انساں شاہکار لم یزل
ہر طرف کل کارخانے ہر طرف جوش عمل

وہ دھرم تلہ کی رونق وہ ہریسن کی بہار
جاذب و دل کش وہ چورنگی کہ جنت بر کنار
وہ عجائب گھر وہ چڑیا خانہ وہ دلچسپ باغ
سیر جس کی باعث خوشنودی قلب و دماغ
دیدنی وہ یاد گار ملکۂ وکٹوریہ
وہ عبادت خانہ حق نام جس کا نا خدا
اور وہ ہوڑہ کا پل وہ آہنی نقش ونگار
دیکھ کر جس کو ہوس ہو دیکھنے کی بار بار
کیف اور مستی میں ڈوبی ہوئی شام وسحر
مشرقیت پر ہے غالب مغربیت کا اثر

ثمرؔ ٹکاروی نے غزل اور نظم کی طرح قطعات نگاری میں بھی اپنے قلم کا جادو جگایا اور یہ ثابت کر دیا کہ ان کے لئے کسی بھی صنف سخن میں کسی بھی موضوع پر برجستہ کہہ دینا مشکل نہیں۔ ثمرؔ ٹکاروی نے سیاست، وطن پرستی، فسادات ملکی وغیر ملکی مسائل، شخصیات اور زندگی کے مختلف مسائل وموضوعات پر قطعات لکھے ہیں۔ چند قطعات ملاحظہ ہو۔

نہیں ہے سرزنش اس کی اسے سب چھوٹ حاصل
جو دونوں ہاتھ سے اپنے وطن کی آبرو لوٹے

ثبوت الفت ملک و وطن دوں کیا تجھے ناداں
کھلے ہیں گلشن دل میں وفاداری کے گل بوٹے

یہ رتھ یا ترا اور مسموم نعرے
سیاست نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
وطن کی حفاظت کا دم بھرنے والو
بغاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

سخت حیرت ہے ثمر اس بات پر
کھا گیا انگلینڈ سے بھارت شکست
سرندامت سے ہمارا جھک گیا
سال بھر تک خاک تھے بلہ بدست

ہوگیا منقسم شعار بشر
بٹ گیا ذات پات میں انساں
ہوگئے قید پھر کتابوں میں
مذہب دھرم دین اور ایماں

ہوگئی کھنڈ کھنڈ مانوتا
بٹ گیا ذات پات میں مانو
دیکھ کر اس کی حرکتوں کو بھی
شرم سے پانی پانی ہے مانو

ہر طرف آہ و بکا ہے ہر طرف ماتم کدہ
بھوکے پیاسے جس طرح سے تھے مکین کربلا
سنگ دل بھی کانپ جاتا ہے یہاں آ کر ثمرؔ
شہر بھاگلپور ہے یا سرزمین کربلا

عدلیہ انتظامیہ بے کار
گرم ہے مارکاٹ کا بازار
مجرموں کو پکڑ نہیں سکتی
کتنی کمزور ہے مری سرکار

یہ منقبت حسین کی بہر ثواب ہے
سردار کربلا ہے وہ عزت مآب ہے
تازیست اس کی یاد میں آنسو بہائیں گے
وہ نازش رسول و دل بوتراب ہے

دھرتی کا ہر اک ذرہ بس جان سے پیارا ہے
دکھ درد کا ساتھی ہے ہر غم کا سہارا ہے
لاج اس کی بچانے میں مر جانا گوارا ہے
کشمیر ہمارا ہے پنجاب ہمارا ہے
پاگل تو نہیں ہو گئے پنجاب کے لوگو
جس شاخ پر بیٹھے ہو اُسے کاٹ رہے ہو

کیوں اپنی حکومت سے بغاوت پہ تلے ہو
کیوں اپنے ہی بھائی کا لہو چاٹ رہے ہو

"س" بھی "ص" بھی ہم صوت ہیں دونوں حروف
"ص" سے اصعد لکھو اور "س" سے اسدق لکھو

مدرسوں میں اب یہی بچوں کو ملتا ہے سبق
ہائے ہوز اور حطی دونوں میں احمق لکھو

کوئی لڑکا فیل ہو جائے یہ اب ممکن نہیں
جب کہ اس کی کاپیاں ماں باپ سب مل کر لکھیں

بند کمرے کی بھی اب پابندیاں جاتی رہیں
مطمئن ہو کر جہاں چاہیں وہاں جا کر لکھیں

آنکھ سے دیکھتے رہو لوگو
کان رکھ کر بھی مت سنو لوگو

جان خطرہ میں ڈال دے گا وہ
چور کو چور مت کہو لوگو

آج کا اخبار کہتا ہے ثمرؔ
امن وطمینان پھر خطرے میں ہے

گھر ہو باہر ہو سفر ہو یا حضر
ہر کسی کی جان خطرے میں ہے

پوشاک ہے کھادی کہ دوپٹہ ہے کفن کا
کس شان سے نکلا ہے جلوسِ ''اردو''
سیندور ہے ایران کا نہ غازہ ہے عرب کا
بیوہ نظر آتی ہی عروس'' اردو''
یہ بھی تہذیب نو میں داخل ہے
سر کہیں ہو کہیں پہ ہو آنچل
چست ہو پینٹ شرٹ ڈھیلی ہو
تاکہ سب پر عیاں رہے کس بل
ناگن کی طرح شانہ پر لٹ زلف دوتا کی
دھجی سی اڑی چادر تہذیب و حیا کی
ہونٹوں پر لپ اسٹک ہے تو مخمور ہیں آنکھیں
نرسیں ہیں کہ پریاں ہیں سبھی اندر سبھا کی
آپ پنچایت کے مکھیا ہیں فقط
میں ہوں اس پر کھنڈ کا حاکم جناب
دیکھیے جو کام بھی کیجیے شروع
پانچ فیصد اس میں ہو میرا حساب
زور بازو دکھائے جاتا ہے
ناتواں کو ستائے جاتا ہے

آدمی آج کل درندہ ہے
ایک کو ایک کھائے جا تا ہے
ماں خدا تو نہیں مگر بخدا
اس کی ممتا اتھاہ ساگر ہے
وہ جو دیتی ہے پیار بچوں کو
کون اس کا شریک وہمسر ہے
اک نعمت عظمیٰ ہے ثمرؔ یہ غربت
مرحوم ہیں اس چیز سے ثروت والے
رہتی ہیں کھلی رات بھر ان کی آنکھیں
سوتے ہیں کہاں چین سے دولت والے
تعمیر کی بنیاد ہلا نے والو
تخریب کی بارود بچھا نے والو
انجام پر اپنے کبھی ڈالی ہے نگاہ
آئین کے اوراق جلا نے والو
مرنے پہ کسی کے اے ہمدم کیوں سوگ منایا کرتے ہیں
مٹنے پہ کسی کے کرتے ہیں یہ لوگ ثمرؔ ماتم کیسا
آنسو نہ بہاؤ صبر کرو جو ہونا تھا وہ ہو بھی چکا
مٹی سے بنا تھا یہ پتلا مٹی میں ملا تو غم کیسا

مخمور گھٹاؤں کو لئے گھومتے پھرتے
آئے ہو مرے شہر میں آوارہ ہواؤ
دو روز سے ہر شاخ شجر کانپ رہی ہے
کہتا ہوں یہی تم سے کہ ڈیرا نہ جماؤ

....

ہو مبارک تم کو اولاد نرینہ اے منیرؔ
عمر خضری دے خدا اس کو ثمر کی ہے دعا
طالع اسکندری حاصل ہو اس کو روز و شب
گلشن ارماں تمہارا بھی رہے پھولا پھلا
سعید اختر زِ ہے فرخندہ خالے
اطال سعد عمر خوش خصالے
کمال قدرت پروردگار است
ببیں تقریب آغاز مقالے

اب رباعی کا چلن کم ہوتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ چند شعرا ہی ہیں جنہوں نے فن رباعی پر بھی طبع آزمائی کر کے نئی راہیں پیدا کیں ان شعرا میں ثمر ٹکاروی بھی ایک ہیں ثمرؔ ٹکاروی نے بھی اس مشکل فن پر طبع آزمائی کی۔ مثال کے لئے ذیل کی رباعیاں پیش کی جاتی ہیں۔

اس پیکر ایثار حسین ابن علی ہیں
دیں پرور و دیں دار حسین ابن علی ہیں

پینا ہے انہیں جام شہادت ورنہ
اللہ کی تلوار حسین ابن علی ہیں

....

عباسؓ علم دار کا کہنا کیا ہے
اور برق شررر بار کا کہنا کیا ہے
بھاگی لب دریا سے یہ کہتی ہوئی فوج
عباسؓ علم دار کا کہنا کیا ہے

....

ذرات کی موتی سے جڑی ہے دنیا
بارود کے گھیرے میں کھڑی ہے دنیا
جس سمت نظر آج اٹھا کر دیکھیں
آشوب کے عالم میں پڑی ہے دنیا

....

اونچا رہے اخلاق کا پرچم ہر دم
ہو شمع محبت نہ کسی جا مدھم
آیات اخوت کی ہو ہر سو تبلیغ
ہاں عزم مصمم ہو وسعی پیہم

....

سرسبز ہے شاداب ہے گلشن تم سے
آباد ہے کہسار کا دامن تم سے

تم نازش دوراں ہو حقیقت یہ ہے
تاریخ کے اوراق ہیں روشن تم سے

....

عنقا ہی نظر آئیں گے عالم فاضل
مشکل سے مدارس میں ملیں گے عاقل
ایسی ہی دھر پکڑ کی رہی گر حالت
نکلیں گے پڑھے لکھے مدرس جاہل

....

اللہ کی مرضی میں کسے چارا ہے
ہر شخص ہے مجبور اور بے چارا ہے
پانی کے لئے آج ترستی ہے زمیں
انسان کو غلہ ہے نہ حیوان کو چارا ہے

ثمر ٹکاروی کے یہاں قطعہ تاریخ میں تمام مصرعوں کے درمیان جو آہنگ ہوتا ہے وہ بے شک ان کے مشق سخن کی گواہی دیتا ہے اور قطعہ تاریخ کا نقطہ عروج اور نقطہ زوال ہوتا ہے۔ وہاں پر بھی ایسا احساس نہیں ہوتا کہ پوری نظم میں یہ دو مصرعے الگ سے ہیں بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قطعہ تاریخ کے مصرعوں پر ہی اوپر کے اشعار کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ بھرتی اور رسمی لفظوں سے ثمر ٹکاروی پرہیز کرتے ہیں جیسے مشہور فی البدیہہ تاریخ گو ابو اللسان حضرت بسمل سنسہاروی گیاوی کے لئے کہتے ہیں۔

ہو گئے سارے اہل ذوق ثمر
ایک حد تک یتیم شعروسخن
کیوں نہ ہو طورشاعری ویران
چل بسے جب کلیم شعر وسخن

۱۳۸۶ھ

عزت مآب جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب صدر جمہوریہ ہند کے انتقال پر ثمر ٹکاروی کا یہ قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو ؎

غم میں کس کی نہیں ہیں آنکھیں نم
کس زباں پر نہیں ہے نعرۂ آہ
کہہ دو تاریخ فوت تم اے ثمر
اٹھ گئی اک عظیم ہستی آہ

۱۹۶۹ھ

بیاد شاعر عظیم جناب فیض احمد فیض ؎

اے ثمر کوئی نہیں تھا ہم نبرد
تھے وہ بے شک مرد میدان سخن
از سر افسوس ہاتف نے کہا
بجھ گئی شمع شبستان سخن

۱۹۷۴ھ

مصور جذبات ادیب العصر حضرت علامہ شمس مینائی گیاوی کی یاد میں۔

فکر تاریخ سال کی جو ثمر
دفعتاً غیب سے یہ آئی صدا
از سر حیف سال رحلت کہہ
حضرت شمس کا وصال ہوا

۱۹۷۶ء

بیاد فلمی دنیا کے ممتاز اور مقبول عام شاعر حضرت ساحر لدھیانوی۔

مقبول خاص و عام تھے ممتاز گیت کار
افسوس اس جہاں میں اب وہ نہیں رہے
کہہ دو ہائے آہ ثمر تم سن وفات
ساحر بھی ہائے موت کے ہاتھوں نہ بچ سکے

۱۴۰۰ھ

بیاد علامہ جمیل مظہری

لو اٹھے حضرت جمیل بھی حیف
وائے غم ان کا قلم خاموش ہے
از حروف نقطہ بالا ہے سال
شاعر رنگیں رقم خاموش ہے

۱۴۰۰ھ

مشہور افسانہ نگار جناب سہیل عظیم آبادی کی وفات پر ۔

طفیل شہیدان ال عبا
بہ بخشد خدا باغ جنت سہیل
چہ فکر ست تاریخ رحلت ثمر
بگو! شہریار صحافت سہیل

۱۴۰۰ھ

شہرہ آفاق گلوکار محمد رفیع کی رحلت پر ۔

فکر چوکردم پئے تاریخ فوت
در شب غفراں بوقت ہاوہو
از سر آواز ہاتف اے ثمر
گفت ! در جنت رفیع خوش گلو

۱۹۸۰ء

بیاد شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی ۔

فکر سال وفات کی جو ثمر
ناگہاں آئی یہ صدائے سروش
از سر ہائے کہدو بر جستہ
ہوگئی جوش کی زباں خاموش

۱۴۰۲ھ

شہنشاہ غزل جناب رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری کی وفات پر ۔

لگا سکیں گے نہ ہرگز یقین ہے ہم کو
یہ ناقدان سخن عمر بھر بہائے فراق
جناب جوش کا ماتم ہی کر رہا تھا ثمر
فراق دے کے چلے دل میں ''داغہائے فراق''

۱۴۰۲ھ

بیاد شیر کشمیر شیخ عبداللہ وزیر اعلیٰ کشمیر کی وفات پر ۔

فکرسال وفات کی جو ثمر
آمد از غیب باغم خاطر
ہے دعا وہ غریق رحمت ہو
شیر کشمیر سو گیا آخر

۱۹۸۲ء

بیاد ابوالاثر حفیظ جالندھری مرحوم مغفور ۔

میں جب کی فکر تاریخِ وفات
غیب سے آواز آئی اے ثمر
قصر اردو کا مکیں رخصت ہوا
مرکز شعر و سخن کا راہبر

۱۹۸۲ء

جناب حافظ یوسف دہلوی مدیر اعلیٰ ماہنامہ شمع دہلی کے انتقال پر ۔

شمع وہ فلم و ادب کا آفتاب
چاردانگ عالم میں ہے جس کی ضیا
چوم کر پائے ادب کہہ دو ثمرؔ
۳
دل کو یوسف دہلوی کا غم ملا

۱۴۰۵ھ

بیاد حضرت سید شاہ نصر احمد مرحوم پھلواری خلف حضرت سید شاہ عون احمد۔

ناگہاں اس دارفانی سے چلے
چھوڑکر ماں باپ کو جو ہیں ضعیف
سر جدا کر کے اجل کا لکھ ثمر
آہ ! ہے مغموم پھلواری شریف

۱۹۸۴ء

بیاد فخر العلماء حضرت مولانا سید محمد فخر الدین صاحب نور اللہ مرقدہ امیر جامعہ مدرسہ قاسمیہ اسلامیہ گیا۔

ہوگیا تاریک اُف شہر گیا
اٹھ گیا اک پار سائے علم ودیں
غیب سے آواز آئی اے ثمرؔ
بجھ گیا ہے ہے چراغ علم ودیں

۱۴۰۸ھ

بیاد نقادِ زماں پروفیسر کلیم الدین احمد عظیم آبادی ۔

زینت افزائے بزم تعلیمات
صد جہاں داشت در حد سطر
فکر تاریخ سال چوں کردم
گفت ہاتف، کلیم نقد نظر

۱۴۰۸ھ

بہترین طنز نگار حضرت فکر تونسوی کے انتقال پر۔

بہر تعظیم ان کی تربت پر
آسمان ادب کا سرخم ہے
کاٹ کر سر اجل کا کہہ دو ثمر
فکر کے انتقال کا غم ہے

۱۹۸۷ء

عظیم مجاہد آزادی پختون رہنما سرحدی گاندھی عبد الغفار خاں کی وفات پر۔

تقسیم ہند کا وہ مخالف رہا ثمر
اس کے برے اثر کو بتاتا چلا گیا
تاریخ فوت از سر حیات بھی تو کہہ
۵
بھارت پر اپنے پیار لٹاتا چلا گیا

۱۹۸۸ء

شمس العلماء حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ قاضی

امارت شرعیہ بہار اوڑیسہ کے وصال پر ۔

تھے سراپا اسوۂ خیر البشر
مفتی اعظم تھے اپنے وقت کے
گر کوئی پوچھے ثمر سال وصال
کہہ ! خدا والے خدا سے جا ملے

۱۴۱۱ھ

شیریں مقال حضرت کیف عظیم آبادی کی وفات پر ۔

غیب سے آواز آئی ناگہاں
میں نے جب کی فکر سال ارتحال
ڈھونڈھئے چل کر اسے اہل سخن
ہے کہاں وہ شاعر شیریں مقال

۱۴۱۴ھ

بیاد زائر حرمین شریفین حضرت سید شاہ مولانا کلیم حسین اصدق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشیں خانقاہ اصدقیہ ٹکاری، گیا کی وفات پر ۔

قطعہ تاریخ کہنا پھر ثمر
پہلے پیدا کر دماغ معرفت
وائے حسرت کر کے ہاتف
ہو گیا گل، اف! چراغِ معرفت

۱۹۹۴ء

طوطئ گلزار رسالت افتخار ملت حضرت الحاج مولانا عبدالکریم صاحب گیاوی کے لئے ثمر ٹکاروی نے قطعہ تاریخ اس طرح موزوں کیا۔

اس فقیہہ عصر پر ہوتا رہا
نکتہ ہائے شرع کا پیہم نزول
مصرعہ تاریخ رحلت کہہ ثمر
ہائے چپ ہے بلبل باغ رسول

۱۳۹۹ھ

☆☆☆

ثمرؔ ٹکاروی کی نعتیہ شاعری

نعت عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنیٰ ہیں مدح، ثنا، تعریف وتوصیف مثلاً فارسی کا یہ شعر۔

جاوید ہمی باش بہ ایں نعت بایں وصف
پاکیزہ بااخلاق وپسندیدہ با فعال

لیکن ادبیات واصطلاحات شاعری میں نعت کا لفظ اپنے مخصوص معنی رکھتا ہے یعنی اس سے صرف آنحضرت ﷺ کی مدح مراد لی جاتی ہے۔ ''نعت وہ قدیم صنف سخن ہے جس میں ہئیت کی کسی خاص پابندی کے بغیر غنی وصنفی خصوصیات کا لحاظ رکھتے ہوئے سید الاولین والآخرین وخاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس وحیات طیبہ کی جملہ خصوصیات کا حقیقی وشاعرانہ بیان عشق ومحبت، بے پایاں عقیدت اور ادب واحترام کے جذبے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔''

''مندرجہ بالا تعریف کی روشنی میں نعت کا لفظ شاعری کی کسی بھی ہئیت سے منسوب نہیں کی جاسکتی بلکہ موضوع کی جانب اشارہ کرنا ہے۔ یعنی شاعری کی مختلف ہئیتوں مثلاً قیصدہ، مثنوی، غزل، رباعی، قطعہ یا مسدس ومخمس وغیرہ میں سے کسی بھی ہئیت میں نعت کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے موضوع سے انحراف یا تجاوز نہیں کیا جاسکتا۔ نعت کا موضوع بظاہر بہت مختصر نظر آتا ہے اس لئے کہ اس کی حدیں حضور صلعم کی زندگی اور سیرت سے آگے نہیں بڑھیں لیکن غور کرنے سے انداز

ہوتا ہے کہ نعت کا موضوع حقیقت میں ایک انتہائی عظیم اور وسیع موضوع ہے۔ عظیم اس لئے کہ اس کا تعلق دنیا کی عظیم ترین شخصیت اور محسن انسانیت صلعم سے ہے جو کسی خاص قوم یا گروہ کے لئے نہیں بلکہ سارے اقوام عالم کے لئے رحمت بن کر آئے تھے۔ خود اللہ نے قرآن حکیم میں جگہ جگہ ان کے اوصاف بیان کئے جیسے۔

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیر او نذیرا، وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔"

"نعت گوئی شعری اصناف میں درحقیقت سب سے زیادہ نازک ولطیف صنف سخن ہے کیوں کہ اس میں کسی عام شخص کی تعریف وتوصیف کا بیان نہیں ہوتا بلکہ یہ سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے۔ جن کی ساری ذات اقدس مثالی ہے اور نہ کوئی آپ ﷺ کا ہمسر وثانی ہے۔ آپ صلعم کا ثنا خواں صرف انسان ہی نہیں بلکہ خود خالق کائنات بھی ہے۔

نہیں جن وانساں ہی مداح ان کے
ثنا خواں ہیں خود کردگار اللہ اللہ

پروردگار عالم نے قرآن پاک میں جگہ جگہ آنحضرت ﷺ کی تعریف کی ہے۔ درود وسلام بھیجا ہے اور اطاعت رسول اور عشق رسول ﷺ کی تعلیم دی ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علیٰ النبی ، یا ایھا الذین آمنو اصلو علیه وسلمو ا تسلیما ! (بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر۔ اے ایمان والو! تم حضور ﷺ پر سلام بھیجا کرو اور اچھی

طرح سلام بھی بھیجتے رہا کرو"۔ (سورۃ الاحزاب۔ پ۲۲، ع۴، آیت ۵۶)

واطیعو االله والرسول (اور اللہ اور رسول کی اطاعت کیا کرو)

(سورۃ آل عمران۔ پ۳، ع۵، آیت۱۳۲)

اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یہاں تک کہہ دیا کہ: **من یطع الرسول قد اطاع اللـه** ۔ (جس شخص نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی)

(سورۃ النساء۔ پ۵، ع۷، آیت۸۰)

"فن نعت گوئی کے لئے کافی محتاط رویہ درکار ہے۔ عقل مندی اور ہوش مندی کی بے حد ضرورت ہے۔ کامل عشق و یقین، اطاعت و تسلیم اور رسالت پاک کی عظمت واہمیت کا صحیح عرفان حاصل ہونے کے بعد ہی نعت گوئی کی منزل میں قدم رکھا جا سکتا ہے۔ پروفیسر طیب ابدالی سابق صدر شعبہ اردو مگدھ یونیورسیٹی، بودھ گیا کے مطابق:

"نعت گوئی ایک مقدس صنف سخن ہے اور دشوار گذار فن بھی۔ حضرت رحمۃ اللعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص عالیہ کو بڑے محتاط سلیقہ اور پاکیزہ انداز بیان میں پیش کرنا کوئی آسان امر نہیں"۔

صنف نعت کی نزاکت و لطافت سے دیگر اہل قلم حضرات بھی متفق ہیں۔ انہوں نے بھی اس کی نزاکت و لطافت، عظمت واہمیت اور ایک مشکل صنف سخن ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ یوں تو مختلف اہل قلم و دانش نے اپنے جمالیاتی شعور

قوت ادراک کے ذریعہ مختلف پرایہ بیان میں صنف نعت کی باریکیوں اور اس کی نزاکتوں ولطافتوں پر اظہار خیال کیا ہے۔ گرچہ ان کے بیانات، معانی ومفاہیم کی ایک ہی منزل پر پہنچتے ہیں یعنی اطاعت رسول ﷺ سے سچی اور گہری عقیدت و محبت کا کامل اتباع شریعت اور رسول کریم ﷺ کے واسطے جاں نثاری کا جذبہ وغیرہ۔''

محمد ہدایت اللہ سابق نائب صدر جمہوریہ ہند کے صنف نعت سے متعلق جو خیالات وجذبات ہیں وہ پیش خدمت ہیں:

''شعر وسخن کی اصناف میں درحقیقت سب سے زیادہ نازک صنف نعت گوئی ہے وہ ذات مقدس جس پر خود خالق کائنات درود وسلام بھیجے اور اس کے پاک فرشتے جس کی توصیف کریں، جس کیلئے کائنات تخلیق کی گئی ہو، آسمانوں کو بلندی، دریاؤں کو وسعت اور مہر وماہ ونجوم کو تابانی بخشی گئی ہو، اس کے حضور کچھ عرض کرنے کی جرأت کیلئے بھی احتیاط ہوش مندی اور فرزانگی کی ضرورت ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

بارگاہ رسالت مآب میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے چشم طلب کی تھوڑی سی لغزش بھی جرم وفا کے برابر ہے شریعت کا اتباع کامل اور مقام نبوت کی عظمت کا عرفان ہونے کے بعد ہی نعت گوئی کی منزل طے ہوتی ہے''

بقول علامہ اقبالؒ ؎

عشق کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمئ محفل ہے وہ

ظہیر احمد صدیقی کا خیال ہے:۔

''نعت گوئی اردو اصناف کا ایک اہم اور زرخیز میدان ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس میدان تک پہنچنے کے لئے جن سنگ خاروں اور پتھریلے راستوں سے گزرنا پڑتا ہے ان صعوبتوں کا اندازہ کرنا بھی دشوار ہے۔ دوسری اصناف سخن اور نعت گوئی میں بنیادی فرق یہی ہے کہ دوسری اصناف سخن تک فن شعر اور قادر الکلامی کے سہارے بھی منزل تک پہنچا جا سکتا ہے۔ مگر نعت گوئی کی منزل بغیر خلوص اور عقیدت کے طے ہو نہیں سکتی۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است''

(نیا دور'' عثمان عارف نمبر مارچ اپریل ۱۹۸۷ء صفحہ ۸۷)

ڈاکٹر علیم اللہ حالی سابق صدر شعبہ اردو، مگدھ یونیورسیٹی بودھ گیا یوں رقمطراز ہیں:۔

''حقیقت یہ ہے کہ اس شاعری کا تعلق براہ راست جذبے کی شدت و سرمدیت سے ہے۔ یہاں دل کی صاف اور سچی آواز سنی جاتی ہے۔''

ڈاکٹر انوار الحسن صاحب (صدر شعبہ مشرقیہ لکھنؤ یونیورسیٹی) کا قول پیش نظر ہے:

"نعت کہنا بظاہر بہت آسان لیکن درحقیقت بہت دشوار ہے اور عرفی شیرازی کے نزدیک تو نعت کہنا تلوار کی دھار پر قدم رکھنے کے برابر ہے۔ وہ کہتا ہے۔

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قدم را

یعنی اے عرفی عجلت نہ کرو، تیز نہ چلو، نعت گوئی کا راستہ ہے، کوئی جنگل بیاباں نہیں ہے۔ جو تو قدم بڑھانے لگے ہو ذرا آہستہ چلو کیوں کہ تمہارے پاؤں تلوار کی دھار پر پڑ رہے ہیں کہیں تلوار سے پاؤں کٹ نہ جائیں۔ اس نے نعت کا جو معیار پیش کیا ہے وہ فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

ہشدار کہ نتواں بہ یک آہنگ سرودن
نعت شہ کونینؐ و مدیح کے وجم را

یعنی شہنشاہ کونین ﷺ کی مدح سرائی کی کیکاوس وجمشید جیسے عظیم دنیاوی بادشاہوں کی مدح گستری ایک ہی لہجہ میں نہیں کی جاسکتی وہ شہنشاہ کونین کی مدح گستری کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کے نزدیک کیکاؤس اور جمشید کی مدح وستائش کا ترجمہ یکساں نہیں ہوسکتا۔ وہ شہنشاہ عرب وعجم یعنی رسول مقبول ﷺ کے مدح تک کے لئے یہ بھی گوارا کرنے کو تیار نہیں کہ زمانہ اس کے لئے مسند آرائی کا فریضہ انجام دے۔

دوراں کہ بود تا کند آرائش مسند
مداح شہنشاہ عرب و عجم را

''یعنی دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ شہنشاہ عرب وعجم کا مداح بھی اتنا بلند مرتبہ اور عالی قدر ہوتا ہے کہ سارا زمانہ اس قابل نہیں کہ وہ اس کے لئے مسند آرائی کی خدمت بھی انجام دے سکے، کیونکہ شہنشاہ عرف وعجم کا نعت گو صرف وہی ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف سے اس کی توفیق پائے، خدا کے محبوب کی تعریف کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کی اطاعت اللہ کی اطاعت۔ اس برگزیدہ انسان سے محبت، اللہ سے محبت اور اس کے مقدس ارشادات کی تعمیل، اللہ کے ارشادات کی تعمیل ہے''۔

(نیا دور عثمان عارف نمبر مارچ اپریل ۱۹۸۷ء صفحہ ۱۷)

''ان حضرات کے علاوہ شمس تبریز خاں صاحب، طیش صدیقی صاحب اور دور حاضر کے ایک صاحب علم ودانش تنقید نگار ڈاکٹر سید عبداللہ صدر ادارہ اردو دائرہ معارف (اسلامیہ پنجاب یونیورسیٹی، لاہور، پاکستان) وغیرہ نے بھی فن نعت گوئی کی تعریف اپنی اپنی لیاقت اور وسعت ذہن کے مطابق دی ہے اور اس کی باریکیوں اور نزاکتوں کا ذکر کیا ہے اور اس کے مشکل فن ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

چونکہ فن نعت گوئی کی کئی اہم ضروری شرائط ہیں اور ان کا خیال رکھنا، لحاظ کرنا ایک کامیاب ترین نعت گو کا فرض ہے۔ فن نعت گوئی کی پہلی شرط تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور زندگی کا صحیح عرفان ہونا چاہئے۔ اس کے بعد ہی شاعر دشوار گزار وادی سے بخیر وعافیت گزر سکتا ہے۔ مثلاً کسی شاعر نے کہا ہے۔

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
لینا ہے مجھے جو کچھ لے لوں گا محمد سے

فن نعت گوئی کی ایک دوسری اہم ضروری شرط عشق و یقین اور اطاعت و تسلیم ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں کوئی شاعر نعت گوئی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہ کہیے کہ یہ نعت گوئی کی روح ہے۔ اس طرح جن اہل علم و دانش نے نعت گوئی کو ایک مشکل فن قرار دیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ

"۔۔۔۔رحمت تمام کی بارگاہ ہے جہاں رحمت کے سوا کچھ نہیں ہے نہ قہر نہ عتاب، نہ غصہ نہ غیض۔ وہ اپنی امت کی فرد فرد سے عشق کرتا ہے۔ وہ شافع یقیناً ہے مگر نہ قاہر ہے نہ قہار۔ اس لئے اس کی نعت نہ تلوار پر چلنا ہے نہ پل صراط سے گزرنا۔ شرط ہے صرف عشق و یقین اور اطاعت و تسلیم کی۔۔۔۔"

(نیا دور عثمان عارف نمبر مارچ اپریل ۱۹۸۷ء صفحہ ۷۵)

اس کے علاوہ ایک اہم اور تیسری شرط ادب و احترام بھی لازمی ہے۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے چشم احترام و ادب کی تھوڑی سی لغزش بھی جرم وفا کے برابر ہے۔ خود پروردگار عالم کا فرمان ہے:

لتئو منو ا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ

(ترجمہ: تاکہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو)

اور سورہ الحجرات پ ۲۶، ع ۱ آیت ۲ میں اللہ تعالیٰ نے ادب و احترام کے سلسلے میں یہ حکم دیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ

ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو، کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو"۔

مہدی نظمی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"ہر تحریر میں فرق ہے، ہر تغیر میں فرق ہے لیکن سب ہی جانتے ہیں کہ الفاظ محبت و عقیدت کا پیمانہ نہیں ہوتے۔ سب ہی کو معلوم ہے کہ کسی کی فکر کم ہوسکتی ہے کسی کی زیادہ لیکن افکار کی کمی بیشی، نہ کسی کے جذبہ محبت کی کمی بیشی قرار پاسکتی ہے، نہ عقیدت و ارادت کا کوئی وزن متعین کرسکتی ہے اگر حضرت بلالؓ کی زبان سے شین کا تلفظ ادا نہ ہو اور غلط تلفظ پر اعتراض کرنے والے اصحاب کو آنحضرت ﷺ یہ جواب دیں کہ جس کی اذان ہے وہ تلفظ نہیں دل دیکھتا ہے تو یہ بات خود آنحضرت ﷺ پر بھی صادق آتی ہے۔۔۔ نعت گوئی بھی محبوب کے سامنے محبّ کی التجا کی مترادف ہے جو اس کے دل کی آئینہ داری کرتی ہے اور جذبہ دل کی آئینہ داری نہ نعت کے الفاظ میں مقید ہوتی ہے اور نہ نعت نویسوں کے مقررہ کردہ معانی کے قید خانوں میں گرفتار رہتی ہے۔"

(نیا دور عثمان عارف نمبر مارچ اپریل ۱۹۸۷ء صفحہ ۷۶۔۷۵)

نعت بھی ایک صنف سخن ہے اس لئے نعت نگاری میں بھی ان تمام لوازم اور اصول و قواعد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جن کا لحاظ دیگر اصناف سخن میں کیا جاتا ہے ۔خواجہ الطاف حسین حالی نے شاعری کی تین ضروری اہم شرائط کا ذکر کیا ہے:۔

(۱) تخیل (۲) کائنات کا مطالعہ (۳) تفحص الفاظ

اور بقول مجنوں گورکھپوری:

"...... ادب یا حسن کاری کے دو متضاد پہلو بتائے گئے ہیں ایک تو میلاناتی، دوسرا جمالیاتی جہاں تک ادب میلاناتی ہے وہاں تک اس کا تعلق اجتماعی ذہنیت اور معاشرتی میلانات سے ہے۔ لیکن اس کا جمالیاتی پہلو یقیناً ادیب کی انفرادیت کا ممنون ہے آخر اس کا سبب کیا ہے کہ ایک ہی ملک، ایک ہی زبان اور ایک ہی معاشرتی دور کے دو مختلف شاعروں کے کلام اس قدر مختلف ہوتے ہیں۔

---۔ موضوع اور مواد معاشرتی میلانات سے ملتے ہیں صورت اور اسلوب کو ادیب کی انفرادیت مہیا کرتی ہے اور وہ ادب کے جمالیاتی عناصر ہوتے ہیں۔

مختصر یہ کہ کامیاب ترین ادب وہ ہے جو حال کا آئینہ اور مستقبل کا اشارہ یہ ہو، جس میں واقعیت اور تخلیت، افادیت اور جمالیات ایک آہنگ ہو کر ظاہر ہوں جس میں اجتماعیت اور انفرادیت دونوں مل کر ایک مزاج بن جائیں۔ جو ہمارے ذوق حسن اور ذوق عمل دونوں کو ایک ساتھ آسودہ کر سکے-----"

(تنقیدی نظریات جلد اور صفحات ۱۰۱۔۱۰۰)

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے ادب میں حسن کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ایک انگریز مصنف کا قول پیش کیا ہے:

"-----Literature is the enterpretation of life through the medium of words. Enternally it is

nothing more than arrangment of words and words are nothing more than the combination of sound senses ...."

اس سلسلے میں نہ صرف مجنوں گورکھپوری اور ڈاکٹر سید عبداللہ بلکہ نیاز فتح پوری، ڈاکٹر عبادت بریلوی، پروفیسر آل احمد سرور، سید اعجاز حسین اور سید احتشام حسین جیسے ناقدین نے بھی موضوع و مواد کی صحت وحقیقت کے ساتھ ساتھ اس کے جمالیاتی پہلوؤں کا بھی اعتراف کیا ہے۔

''لفظوں کے اعراب میں تبدیلی کی وجہ سے اس کے معنیٰ ومفہوم میں بھی تبدیلی آجاتی ہے اور یہ بہت بڑی لغزش ہے لفظ اور معنیٰ میں ایک اٹوٹ رشتہ ہوتا ہے۔اس کا تعلق جسم وجاں کا ہے۔ اقبال کی ایک نظم ''مسجد قرطبہ'' ہی لیجئے۔ ''قرطبہ'' لفظ کا تلفظ مختلف اہل علم ودانش کے درمیان مختلف ہے۔ بعض اسے قرطَبہ کہتے ہیں، قَرطبہ، اور بعض قُرطبہ۔ لیکن اقبال کی نظم مسجد قرطبہ کے لفظ قرطبہ کا تلفظ قرطبہ ہے۔جس سے مراد وہ شہر ہے جو اسپین کے صوبہ اندلس میں واقع ہے اور جو مسلمانوں کے جاوہ جلال کا ایک زمانے تک مرکز رہا ہے۔''

''مندرجہ بالا تمام دلائل کی روشنی میں فن نعت گوئی کے لئے ایک کامیاب ترین نعت کے لئے مندرجہ ذیل چار اہم شرائط ہوتی ہیں:۔

(ا) رسالت پاک ﷺ کی عظمت کا صحیح علم وعرفاں جس کا تعلق صنف نعت کے موضوع ومواد سے ہے۔

(۲) اطاعت وتسلیم، عشق ویقین، جوش وعقیدت اور محبت وخلوص

(۳) ادب واحترام

(۴) الفاظ وبیان (جس کا تعلق اسلوب وہیئت یعنی جمالیات سے ہے۔)

موضوع کے لحاظ سے نعت شریف کی معنوی وسعت وعظمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے چونکہ یہ جس ذات اقدس کی تعریف وتوصیف ہے وہ ذات پاک ہی ہمہ خصوصیات کے پھولوں کا ایک گلدستہ ہے جس کی خوشبو لافانی اور دائم وقائم ہے، خداوند قدوس رحمت اللعالمین آنحضرت ﷺ کو اتنی خوبیاں عطا کی ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہی نہیں ناممکن ہے جب کہ دوسرے پیغمبروں کو اتنی خوبیاں حاصل نہیں ہوئیں۔

کل خوبیاں اللہ نے حضرت کو عطا کیں
یہ بات کسی اور پیمبر میں نہیں ہے

آج سے نہیں بلکہ چودہ سو سال سے آنحضرت ﷺ کے عاشقین صادقین ان کی تعریف وتوصیف میں دفاتر جمع کر دیئے ہیں لیکن اب تک ان کی پوری خصوصیتوں کا احاطہ نہیں کر پائے ہیں اور شاید قیامت تک نہیں کر پائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے کن کن پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے ان کی تعریف وتوصیف میں زباں قاصر اور قلم کمزور ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی تعریف وتوصیف میں پروردگار عالم کو ہی اولیت حاصل ہے۔

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھئے شان محمدؐ

آنحضرت ﷺ کی تعریف وتوصیف میں جو موضوعات مکرر پیش کیے جاتے ہیں ان سے متعلق ڈاکٹر طلحہ رضوی برق اپنی تصنیف ''اردو کی نعتیہ شاعری'' میں یوں رقم طراز ہیں:

''۔۔۔۔عام طور پر نعتیہ کلام میں نبی آخر الزماں کی تشریف آوری کی بشارت، معجزات، خوارق عادات، محاسن ذاتی وصفاتی، جمال وکمال نبویؐ خاندانی شرف ونسلی امتیاز وبزرگی، انبیائے کرام میں آپ ﷺ کی فضیلت و برتری، رحمت سراپا، نور مجسم، شفاعت عاصیاں، واقعات معراج، تمنائے زیارت، باد صبا وموج نسیم سے سلام وفریاد رسائی، گنبد خضریٰ کا حسن وتقدس روضۂ مطہر کی سنہری جالیاں، حریری پردے، سنگ در اقدس، مدینہ کی بہار، وہاں کے ذرے ذرے سے عقیدت وفرط محبت، معجزہ رجعت شمس، کنکری کا کلمہ پڑھنا، حیوانات ونباتات کا سجدہ کرنا، بتوں کی فریاد اور سر کے بل گرنا، سید الانبیاء کی شرافت، سخاوت، صداقت، عدالت، شجاعت، امانت، خطابت، رسالت، نبوت، شفاعت، اخوت ومحبت، اعلیٰ اخلاق واوصاف حمیدہ، دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک، بوریا نشینی، فاقہ کشی، کالی کملی، سراپائے مبارک، رخسار وگیسو قد دل جو، نگاہ لطف ومحبت، بخشش وعنایت، جود وسخا، فضل وعطا، رحم وکرم، رزم وبزم۔۔۔۔۔۔۔''

(اردو کی نعتیہ شاعری مصنف ڈاکٹر طلحہ رضوی برق۔ صفحہ ۲۳)

یہ حقیقت ہے کہ عہد رسالت مآب ﷺ سے نعتیہ شاعری کا آغاز ہوا اور بتدریج ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے آج آفاقی عظمت کی حامل بن گئی۔ نعتیہ

ادب کی خوشبو قیامت تک چلتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

ورفعنا لك ذكرك (ایسے ہی اور ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کیا۔)

منظوم مدح وثنا کا یہ فریضہ ہر دور میں آگے بڑھتا رہا اور سرزمین عرب سے نکل کر ساری دنیا پر چھاتا چلا گیا۔ مگر کتب تواریخ میں منقول ہے کہ بعثت رسالت مآب ﷺ سے ایک ہزار سال قبل تبع بادشاہ یمن ممالک مشرقیہ کی فتح کے لئے نکلا تو اس کا گزر مدینہ منورہ سے بھی ہوا۔ وہ اپنے بیٹے کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے خود شام و عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ بادشاہ کی روانگی کے بعد لوگوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ بادشاہ کو خبر ملی تو وہ انتقام لینے کے لئے فوراً پلٹا اور قتل عام کا حکم دیا لیکن علمائے یہود کے یہ کہنے پر "تمہیں معلوم ہے، یہ پیغمبر آخر الزماں کی مقدس ہجرت گاہ ہے یہاں تمہارا حکم ہر گز جاری نہ ہوگا"۔ بادشاہ اپنے ارادے سے باز آ گیا اور اس کے سینے میں پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے لئے عقیدت و محبت کی کرن جاگی اور اللہ کے آخری پیغمبر کے نام انتہائی عقیدت مندانہ خط لکھا اس پر سونے کی مہر لگا کر یہودی عالم شامول کے حوالہ کیا اور یہ وصیت کی تو یا تیری اولاد میں سے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کا دیدار نصیب ہو تو یہ خط ان کی خدمت میں حاضر کر دے۔

چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ جو شامول کے اکیسوی پشت سے تھے حضرت ابو لیلیٰ کے ذریعہ وہ خط رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں مکہ معظمہ بھیجوایا۔

بادشاہ یمن نے اپنے خط میں جو اشعار لکھے وہ یہ ہیں۔

شهدت علیٰ احمد انہ
رسول من اللہ باری النعم
فلومو عمری الی عمرہ
لکنت وزیراً لہ وابن عم

انہیں اشعار کو نعتیہ شاعری کے اول ترین نمونے کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

شعروشاعری عربوں کے ضمیر میں داخل تھی۔ قبل اسلام ہی سے گھر گھر میں شعری ذوق فصاحت وبلاغت اوراستعارات وتشبیہات کا چرچا تھا۔ والدہ ماجدہ سرکار دو عالم حضرت آمنہ خاتون بھی برجستہ اشعار کہنے پر ملکہ رکھتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو ایام طفلی میں دائی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کرتے وقت اور ایام رضاعت کے بعد واپسی پر آپ سے دو رباعیاں منسوب ہیں سپرد کرتے وقت جو دعائیہ رباعی کہی وہ یہ ہیں۔

اُعید باللہ ذی الجلال
من شر ما رءَ علی الجبال
حتیٰ ء راہ حامل الحلال
ویفعل العرف الی الموالِ

اسی طرح آپؐ کے شفیق چچا حضرت ابو طالب بن عبدالمطلب نے بھی آپ کی شان میں اشعار کہے ہیں۔ حضرت ابو طالب بن عبدالمطلب المتوفیٰ

۶۳۰ء کے نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں ؂

واللہ کن یصلوا لیک یجمعهم
حتی اوسد فی التراب دفینا
زعوضت دینا ًلا معالة انّه
من خیر ادیان البریَہِ دنیا

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم الشہید ۶۲۵ء نے آنحضرت ﷺ اور سچے دین سے محبت وعقیدت کا اظہار اس طرح کیا ہے ؂

حمدتُ اللہ حسین فوأدی
الی الاسلام والدین المنیف
لدین جاء من ربّ عزیز
خیر بالعباد وبهم لطیف

نیز نیک سیرت خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ زہراءؓ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا نعتیہ کلام آپ کی شان اقدس میں اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت فاطمہؓ المتوفی ۶۳۲ء نے آنحضرت کی سیرت اقدس اور غم فرقت کا اظہار کس قدر محبت وارادت کے ساتھ کیا ہے۔ غور فرمائیں۔ ؂

ماذا علی من شمّ تربة احمدً
الا بشم مد الزمان غوالیا

صبّت علیَّ مصائب لو انّھا

صبت علی الایام عدن لیالیا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو وہاں کی پردہ نشیں عورتیں بھی خوشی سے چھتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلیم واطاعت سے بھرپور اشعار گانے لگیں:۔

طلع البدر علینا

من ثنیآت الوداع

وجب شکر علینا

مادعا للہ داع

خلفائے راشدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے مداح جاں نثار اور والہ وشیدا تھے۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے نعتیہ کلام میں غم فرقت کا اظہار یوں کیا ہے۔

یاعین فأبکی ولاتساء می

وحق البکاء علی السید

علی خیر خندن عند البلاء

ء امسیٰ یعیّب فی الملحد

حضرت عثمان غنی ذی النورینؓ نے بھی غم وفرقت سے بوجھل ہو کر اپنی آنکھوں کو آنسو

بہانے کی تلقین کرتے ہیں :۔

فیا عینی ابکی ولاتسائمی

وحقّ البکاء علی السید

امام ابوحنیفہ کوفی نے عشق کے جذبے سے معمور نعتیہ اشعار کہے ہیں ملاحظہ ہوں ۔

یا سید السادات جئتک قاصداً

ارجو رضاک واحتمی بحماک

واللہ یا خیر الخلائق انّ لی

قلماً مشوقاً لایرومُ سواک

اس طرح ہجرت کے بعد دور نبوی میں ایک سے ایک باکمال اور قادر الکلام شاعر سامنے آئے جنہوں نے بہت تھوڑی سی مدت میں عربی نعتیہ شاعری کے فکروفن اور اس کی تحریک کو عروج بخشا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام شعراء مردوں میں ایک سو ساٹھ تھے اور عورتیں بارہ تھیں ۔ جن میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زبیر، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت زبیر بن حرمہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ممتاز حیثیت حاصل تھی۔

اس طرح مکہ ومدینہ اور دنیا کے دیگر مقامات میں ہر دور میں بتدریج نعتیہ شاعری کا فروغ ہوتا رہا اور ائمہ فقہا، محدثین، عاشقان مصطفیٰ نے ہر عہد میں نعت گوئی کا فریضہ انجام دیا ہے ۔ سرسری طور پر عرض کرتا ہوں کہ دوسری صدی ہجری میں امام ابوحنیفہ تیسری صدی ہجری میں امام بخاری، چوتھی صدی

ہجری میں ابن درید، پانچویں صدی ہجری میں عبدالرحیم ابرعی، چھٹی صدی ہجری میں حضرت غوث اعظم بغدادی اور شیخ احمد کبیر رفاعی، ساتویں صدی ہجری میں علامہ محمد بن سعید بوصری، جآبر الاندلسی، محمد والجلی اور ابن دقیق العید، آٹھویں ہجری میں ابن خلدوں، ابن سید الناس، امام تقی الدین سبکی اور علامہ خطیب بغدادی، نویں صدی ہجری میں علامہ ابن حجر مکی اور شمس الدین نواجی، دسویں صدی ہجری میں شیخ محمد البکر ی، گیارہویں صدی میں شمس الدین محمد صالحی اور علامہ شہاب خفاجی مصری، بارہویں صدی ہجری میں عبداللہ شرادی اور تیرہویں صدی ہجری میں شیخ حسین وجانی، محمد دبک، شیخ عبدالغنی نابلسی، شیخ حسین مخلوف اور علامہ یوسف ابن اسماعیل، بنھانی (سابق وزیر انصاف بیروت) وغیرہم نے بھی عربی نعتیہ شاعری کی خصوصی خدمات انجام دی ہیں۔

ایران میں فخر الدین اس گرگانی (م ۴۶۲ھ) کو فارسی کا سب سے پہلا نعت گو سمجھا جاتا ہے اس کے بعد اپنے اپنے عہد میں سنائی، خاقانی، نظامی، مولائے روم، عراقی، سعدی، تبریزی، جامی، عرفی، فیضی، قدسی، شوق اور نظیری وغیرہم نے فارسی نعتیہ شاعری کی خوب زلفیں سنواریں۔ عرب وایران کے نعتیہ شعر وسخن کی تحریک کی چمک جہاں جہاں بھی گئی ان میں ہندوستان سب سے آگے رہا۔ یہاں کے بھی خاصان خدا، عاشقان رسول اور دانشوروں نے نعتیہ شاعری کو اپنا ادبی ومذہبی فریضہ سمجھا اور صنف نعت کا آفتاب روشن کیا۔ تقریباً دوسو سال میں اردو نعتیہ شاعری کا اتنا بڑا ذخیرہ ہو گیا کہ اس معاملہ میں اب دنیا کی کوئی زبان مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نعت گو شعراء اور ان کے نعتیہ دواوین کا شمار کرنا مشکل ہے۔

نعت پر جو غزل کے اثرات ہیں وہ جزوی نہیں کلی ہیں یعنی جن خصوصیات کے اتفاق واتحاد سے ایک کامیاب ترین غزل تیار ہوتی ہے ان سب کا اطلاق غزلیہ انداز کی نعتوں پر ہوتا ہے۔ موضوعاتی اور اسلوبیاتی دونوں ہی اعتبار سے نعت پر غزل کے اثرات قائم ہیں۔ حسن وعشق سے غزل کے ہر دور میں عشق اور اسکی مختلف کیفیات کی ترجمانی کا سلسلہ ملتا ہے۔ غزل گو شعراء حضرات نے ہجر ووصل، جذب وشوق، جنون ووحشت، رندی وسرمستی، جستجو، آرزو، بے قراری و بے چینی جیسی مختلف عشقیہ کیفیات کی ترجمانی اپنی غزلوں میں کی ہے۔ چونکہ نعت بھی ایک ایسی صنف سخن ہے جس کا تعلق عشق سے ہے اس لئے نعت پر بھی غزل کی ان خصوصیات کا اطلاق ملتا ہے۔ اس سلسلے میں مختلف نعت گو شعراء حضرات کی نعتیہ غزل سے منتخب چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

دونوں جہاں میں بوئے محمد ہے عطر بیز
کونین میں ہے رنگ فقط ایک پھول کا

داغؔ دہلوی

محبت اہل بیت مصطفیٰ کی نور برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حرم میرا

ذوقؔ

اگر سینے میں دل ہو ایک مسلماں کے تو ایسا ہو
تڑپ جائے اگر نام محمد مصطفیٰ سن لے

شکیلؔ بدایونی

اے فخر دعا اپنی شب و روز یہی ہے
اللہ دکھائے رخ زیبائے محمدؐ

فخر گیاوی

اکبر تمام وادیٔ طیبہ ہے رشک خلد
جو خار ہے وہ پھول مگر یاسمین کا ہے

اکبر داناپوری

غزل کے بعد نعت جس صنف سخن سے زیادہ متاثر ہوئی ہے وہ قصیدے کی صنف ہے۔ جو دراصل ہیئتی اعتبار سے غزل ہی کے مانند ہے۔ موضوعاتی اور اسلوبیاتی دونوں ہی اعتبار سے نعت پر قصیدے کے اثرات ہیں۔ نعت پر قصیدے کے اثرات کی سب سے اہم اور بنیادی وجہ موضوعاتی ہے۔ موضوع کے اعتبار سے ان دونوں میں کافی مماثلت ہے قصیدے کا بنیادی موضوع مدحت ہے جس کی بنیاد عقیدت پر ہے۔

صوبہ بہار مردم خیز خطہ ہے اور گمنام پسند بھی۔ یہاں بڑے بڑے عظیم المرتبت صوفیائے کرام علمائے عظام اور شعرائے گمنام بھی گزرے ہیں۔ ان ہی میں سے حضرت ثمر ٹکاروی بھی ایک ہیں۔ انہوں نے جہاں غزل رباعی، مخمس قطعہ وغیرہ اصناف سخن پر طبع آزمائی کی ہے وہاں انہوں نے نعتیہ شاعری میں بھی اپنے قلم کی جولانی دکھائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ثمر ٹکاروی ایک نعت گو کی حیثیت سے منفرد وممتاز مقام رکھتے ہیں۔

ان کے کلام کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی نگاہ میں دین اسلام کا کتنا بلند مقام تھا اور وہ اس کی عظمت کے کتنے معترف تھے۔ پیغمبر اسلامؐ اور بزرگان دین سے انہیں گہری محبت وعقیدت تھی، چنانچہ انہوں نے اپنے کلام میں ہر جگہ اس کا اظہار کیا ہے۔

ان کا نعتیہ و منقبتی کلام سادہ اور عام فہم ہے مگر اس کے ساتھ ہی دل کش اور جاذب نظر بھی ہے۔ فن نعت گوئی کے رموز ادب سے وہ بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ انہوں نے ادب واحترام کا خصوصی خیال رکھا ہے۔ وہ نعت کی نزاکتوں اور لطافتوں سے بخوبی واقف تھے۔

یہی وجہ ہے کہ ثمرؔ ٹکاروی نے جو نعتیں کہی ہیں وہ سہل اور عام فہم، صاف اور سادہ اور سلیس ہیں۔ ان کی نعتوں کا والہانہ پن اور لطافت بیان قاری وسامع کے دل کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی۔

بہار کے نعت گو شعراء کے مابین ثمر ٹکاروی کی ہستی سخن ایک مقام رکھتی ہے۔ انکی شاعری نہایت محکم واستوار ہے اور الفاظ ومعانی کے لحاظ سے غیر معمولی اور نہایت بلند ولطیف ہے ان کی شاعرانہ خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ مشکل سے مشکل بات کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے جامع اور فصیح الفاظ کے قالب میں ڈھال دیتے ہیں الفاظ کا حسن انتخاب، بندش کی چستی، ترتیب الفاظ میں موزونیت، عبارت میں شرینی اور حلاوت کی لطیف آمیزش، واقعات کی سچی تصویر

کشی، مترادف الفاظ کا بکثرت استعمال اور جاذب سامعہ موسیقیت ثمر کی نعتیہ کا وشات کی مایہ الامتیاز خصوصیات ہیں۔

ثمر ٹکاروی نبی صلعم کے شرف اور افضیلت کے متعلق یوں گرم سخن ہیں۔

نگاہ اہل دل، ہو حاصل دنیا و دیں تم ہو
نشاط آخری تم ہو سرور اولیں تم ہو
بجا کہتی ہے دنیا رحمت اللعالمیں تم ہو

اسی طرح ثمر ٹکاروی حضور کی فضیلت کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔

ظلمت کدہ کو نور میں جس نے نہادیا
وہ بحر امتنان سرا پا تمہیں تو ہو

اکثر شعراء نے آپ کے سایہ نہ ہونے کا مضمون نظم کیا ہے اور اس کی مختلف توجیحات کو بیان کیا۔ ثمرؔ ٹکاروی بھی سایہ نہ ہونے کی شاعرانہ توجیہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ابر کرم بھی چلتا رہا جس کے ساتھ ساتھ
جس کا نہ ہو سکا کوئی سایہ تمہیں تو ہو

ثمرؔ ٹکاروی نے ایک دوسری نعت میں آپ کی عظمت ورفعت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے۔

ہے بعد از خدا مرتبہ بھی انہیں کا
شہنشاہ کون و مکاں ہیں محمدؐ

وہ خطہ ہے جنت کے خطہ سے بڑھ کر
خود آرام فرما جہاں ہیں محمدؐ

ثمرؔ ٹکاروی کہتے ہیں کہ آپ کی قدر ومنزلت کے مقابلہ میں آسمان کا کمال ومنزلت ہیچ ہے۔

ثنا کیا کروں میں کہ وہ ذات واحد
ہے رطب اللسان خود بنام محمد
محمد کا رتبہ اسی سے عیاں ہے
امام زماں ہیں غلام محمد

حشر کے میدان میں نبی آخر الزماں کے علاوہ کسی کو مجال گفتار نہ ہوگی اس خیال کو ثمرؔ ٹکاروی اس طرح پیش کرتے ہیں۔

پیاسوں کی جب نگاہ پڑے گی حضورؐ پر
محشر میں کہہ اٹھیں گے کہ دریا ہے سامنے

ثمرؔ ٹکاروی کے یہاں ایسے اشعار بکثرت ملتے ہیں جن میں عشق شاہ امم کی چاشنی اور انور حسن سیرت کی جلوہ گری جا بجا نظر آتی ہے۔ اردو، ہندی اور فارسی الفاظ کا شاعرانہ استعمال بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

جس کی چاہت میں تڑپتا ہے تو دن رات ثمرؔ
ہاں اسی شہر مدینہ کی مجھے چاہت ہے

نام نامی محمد کا ہی سمرن کرو

مومنو اس میں بہت لابھ بہت برکت ہے

عشق کا یہ انداز آج کے اردو نعت گو شعراء کے یہاں خال خال نظر آتا ہے۔ مگر ثمرؔ ٹکاروی کی شاعری میں یہ عناصر بنیادی طور پر خیمہ زن ہیں۔ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ان کی شاعری حقیقی شاعری ہے کوئی رسمی شاعری نہیں۔

اس میں تامل نہیں کہ نعت گوئی ان کے نزدیک عبادت بھی ہے اور دل مبتلا کے غم کے لئے راحت بھی ہے وہ اسی جذبے سے نعت کہتے ہیں اور اسے توشہ آخرت سمجھ کر خون دل تک صرف کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مناجات کے ایک شعر میں وہ اس طرح گویا ہیں ۔

ہو تعلیم نبوی سے معمور پھر دل

صحابہ کا ذوق جلوت عطا کر

ثمرؔ ٹکاروی کے نعتیہ کلام میں مختلف صنعتوں کا ہنر مندانہ استعمال تخلیقی پیرایہ میں دیکھا جا سکتا ہے، کہیں کہیں ان کا شعر تشبیہات و استعارات سے آراستہ و پیراستہ نظر آتا ہے۔ ۔

وہ کیف آگیں صحن گلستان طیبہ

وہ پھولا پھلا مرغزار مدینہ

ہے پرتو فگن اے ثمر مرے دل میں

ضیائے رخ لالہ فام محمد

مشت ابوجہل میں رسالت پاک پر سنگ ریزوں کی گواہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیست اقدس کا ایک مشہور اور معروف معجزہ ہے اس معجزہ پاک کو حضرت ثمر ٹکاروی نے کس خوش اسلوبی کے ساتھ شاعرانہ پیکر عطا کیا ہے۔ جو صنعت تلمیح کی عمدہ مثال ہے۔

یہ معجزہ دنیا والوں کو دکھلا دیا کملی والے نے
پتھر کے ریزوں سے کلمہ پڑھوا دیا کملی والے نے

ثمر ٹکاروی کو نعتیہ اشعار کہنے کا فطری ذوق تھا۔ اس لئے آپ کے کلام کا بیشتر حصہ نعت سرورکائنات پر ہی مستعمل ہے۔ میلاد خواں حضرات محفل میلاد شریف میں آپ کی نعتیں بڑے جذب وشوق اور ترنم سے پڑھتے ہیں ایک نعت گو کی حیثیت سے آپ اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ فن نعت گوئی میں آپ کو قادر الکلامی حاصل تھی۔ کلام کے موضوعات میں تنوع اور متفرق جذبات دروں، عشق وعقیدت، خلوص ومحبت اطاعت وتسلیم، جذب ومستی، کیف وسرور، سرمستی وسرشاری میں کافی گہرائی وگیرائی ہے۔ انداز بیان سادہ، دل کش، شگفتہ، رواں دواں اور جاذب نظر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت کا اظہار وہ یوں کرتے ہیں۔

اتری ہے جن کے شان میں لولاک کی سند
ارماں ہے ان کی خواب میں زیارت نصیب ہو

اور یہ شعر ملاحظہ ہو۔

رہبر اعظم قائد اکبر سرور عالم شافع محشر
صاحب تاج روز قیامت صلی اللہ علیہ وسلم

اور موجودہ دور میں مسلمانوں کی زبوں حالی، مفلوک الحالی اور ان پر بے جا ظلم وستم سے متاثر ہو کر اپنے آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں دعا کرتے ہیں کہ امت کی شب تاریک پھر منور ہو جائے۔

نور ایماں دل میں ہو پھر ضوفگن
دور کر پھر دل سے ظلمت یارسول
ہر طرف سے پھر مصائب کا شکار
ہو رہی ہے تیری امت یارسول

اور اسی خیال کو حضرت ثمر ٹکاروی ذیل کے شعر میں اس طرح پیش کرتے ہیں۔

پھر بھیج دے اپنی امت میں حیدرؓ کو عمرؓ کو خالدؓ کو
پھر نیست جہاں فانی سے یہ کفر وضلالت ہو جائے

ثمر ٹکاروی مسلمانوں کو پیارے نبیؐ کی سیرت پر عمل کرنے کی دعوت ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

ہم اسوہ حسنہ پر اے ثمر گر آج سے عامل ہو جائیں
دعویٰ ہے ہمارے قبضہ میں قدرت کی مشیت ہو جائے

خدا نے اپنے حبیب کو احمد اور محمد کے علاوہ کن کن ناموں سے پکارا ہے اس کی ایک خوبصورت مثال ثمر ٹکاروی کے اس شعر میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ہاں جس کی ثنا میں آئی ہے مزمل، یٰسین اور طٰہٰ
وہ خلق مجسم آتے ہیں وہ رحمت داور آتے ہیں

آپ کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ پر کچھ کہنا مشکل ہے حضور والا کا ارشاد ہے کہ خدا نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔ اللہ اللہ کیا مقام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات باعث رحمت اور موجب خیر و برکت ہے۔

آپ کی ذات گرامی تمام عالم اسلام کے لئے رحمت بن کر آئی۔ اس کالی کملی والے مولا عام عاصیوں کی شفاعت کرنے والے آقا جن پر فرشتے رات دن درود و سلام پڑھتے ہیں۔ اور ان کی ثنا میں صبح و شام رطب اللسان ہیں۔ ثمرؔ ٹکاروی اپنے نبیؐ آقائے نامدار تاج دار مدینہ حضرت محمد ﷺ پر سلام کا نذرانہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

مرحبا فخر دوعالم　　مرحبا سلطان اعظم
مرحبا اے ذو الکرم　　کیوں زباں پر ہو نہ ہردم

یا نبی سلام علیک

باعث ہر دو جہاں ہو　　رونق باغ جناں ہو
رہبر ہر انس و جاں ہو　　پیشوائے مرسلاں ہو

یا نبی سلام علیک

اور کبھی ثمرؔ ٹکاروی سلام کا نذرانہ اس طرح بھی پیش کرتے ہیں ؎

سلام اے ناخدائے کشتی دریائے عرفانی
سلام اے دستگیر بے کس و رنجور و ناداں
سلام اے ماحی اظلام شرک و کبر و گمراہی
سلام اے آسمان معرفت کے نیر رخشاں

اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مرتبہ صدق دل سے درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار رحمت بھیجتے ہیں اور جس پر فرشتے درود بھیجتے ہیں اس کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آنحضرتؐ پر حضرت ثمر ٹکاروی درود وسلام کا نذرانہ اس طرح پیش کرتے ہیں ؎

درود مصطفیٰ صلِ علیٰ محمد ورد زباں رہے سدا صل علیٰ محمد
صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد
سیدنا شفیعنا صل علیٰ محمد
پڑھتے ملک ہیں برملا صل علیٰ محمد پڑھتا ہے عرش پر خدا صل علیٰ محمد
صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد
سیدنا شفیعنا صل علیٰ محمد
ذکر حبیب مرحبا صل علیٰ محمد کہتا ثمرؔ ہے برملا صل علیٰ محمد
صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد
سیدنا شفیعنا صل علیٰ محمد

یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو شاعری کے آغاز سے ہی ہندوستان کے مختلف صوبوں کی طرح بہار نے بھی بلاشبہ اردو کی آبیاری کی اور چمن بندی میں ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ شاعری ہو یا نثر، لسانیت ہو یا سائنس ہر لحاظ سے بہار کے ادیبوں، شاعروں اور صاحب علم ودانش نے اردو کو گنج گراں مایہ دیا اور

شاعری کے تقریباً تمام اصناف پر طبع آزمائی کی۔ جن میں صنف نعت بھی اپنی خاص عظمت واہمیت کی حامل ہے۔ تقریباً ہر شاعر نے اس صنف کو اپنے گلے سے لگایا اور اپنی فنی کاوشوں سے نعت میں گل بوٹے کھلائے جس کی خوشبو سے دنیائے نعت آج بھی معطر ہے۔

یہ وہ ہر دل عزیز صنف سخن ہے جسے نہ صرف بہار کے شاعروں نے ہی اپنا یا بلکہ صوبہ بہار کے اکثر عظیم المرتبت خانوادوں میں خواتین نے بھی اس میں طبع آزمائی کیں۔ جن کا بیشتر کلام حمد ونعت اور منقبت ومناجات پر مبنی ہے۔ انہوں نے بھی نعت نگاری میں ایک اہم رول ادا کیا۔ پھلواری شریف کے خاندان مجیبی میں اکثر شاعرات ایسی گذری ہیں جن کی نعتیہ شاعری آج بھی تحسین وآفرین کی مستحق ہے۔ بہار میں اردو نعتیہ شاعری کا سراغ ہمیں شروع سے ملتا ہے یہ بھی فن نعت گوئی میں شمالی ہند کے دیگر صوبجات کا ہمسر وثانی ہے۔

بہر حال بہار میں اردو نعتیہ شاعری کی روایت تقریباً تین سو سال سے زیادہ پرانی ہے۔ اس طویل عرصے کو بہار میں اردو نعت گویوں کو فکر وفن اور زمانے کے اعتبار سے تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے گرچہ اولین دور میں نعت نگاروں کی تعداد اور ان کا نعتیہ سرمایہ کافی محدود ہے۔ پھر بھی ان نعت گو شعراء حضرات نے اردو نعت کی ابتدائی نشونما میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ نا قابل فراموش ہیں۔ اس دور کے نعت گو شعراء میں جہاں حضرت ملا وحید الحق اور ابدال قادری پھلواروی ، حضرت شاہ آیت اللہ جوہری پھلواروی، حضرت شاہ رکن الدین عشق، میر حیات

حسرت عظیم آبادی، محمد روشن جوش عظیم آبادی، مرزا محمد علی فدوی، شیخ علامہ علی راسخ عظیم آبادی جیسے شعراء شامل ہیں۔ وہاں حضرت بی بی ولیہ اور حضرت بی بی روشن پھلواروی، جیسی نعت گو شاعرات بھی ہیں اور مہاراجہ کلیان سنگھ عاشق جیسے شاعر بھی ہیں۔ جنہوں نے بارگاہ رسالت مآب میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

نعتیہ شاعری کے فروغ وارتقا کے لحاظ سے دوسرا دور ایک کامیاب اور شاندار دور رہا ہے۔ اگر اس دور کو اردو کی نعتیہ شاعری کا عہد زریں کہا جائے تو بجانہ ہوگا۔ اس دور میں بہت سارے شعراء پیدا ہوئے۔ جنہیں اس فن میں پوری قدرت ومہارت کے ساتھ ساتھ قادر الکلامی بھی حاصل تھی۔ اس دور میں شعرا نے نہ صرف اپنے اردو دیوان میں نعتیہ کلام کو اہم مقام عطا کیا ہے بلکہ ان کی متعدد باضابطہ اور منفرد نعتیہ تصانیف بھی منظر عام پر آئیں۔ جنہیں عوام وخواص کی محفل میں کافی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی۔ متعدد گراں قدر میلادنامے بھی اسی دور میں لکھے گئے۔ اس دور کے نعت کی ہیئت میں بھی وسعت پیدا ہوئی۔ نظم، رباعی، مخمس، مسدس، ترجیع بند، مثلث، قصیدہ اور غزل وغیرہ مختلف اصناف سخن کے فارم میں تضمین کا کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اسے کافی فروغ حاصل ہوا۔ شعرا نے اردو نعت نگاروں اور خصوصاً فارسی کے اہم نعت نگاروں سعدی، قدسی اور جامی وغیرہ کے کلام پر تضمین کی ہے۔ لسانیاتی اعتبار سے بھی اس دور کی کافی اہمیت ہے۔ اس دور میں زبان سے قدامت کا پردہ کس قدر ہٹ جاتا ہے اور کلام سادگی، صفائی،

فصاحت وبلاغت اور روانی وسلاست کا مظہر ہے اس دور کے شعراء میں جہاں مردوں کی صف میں شاہ امیر الدین وجد بہاری، مولانا شاہ محمد سعید حسرت عظیم آبادی، حضرت سید شاہ عطا حسین فانی گیاوی، حضرت شاہ فرزند علی صوفی منیری، حضرت اکبر دانا پوری، خواجہ محمد شاہ شہرت عظیم آبادی، کلیم محمد ہادی، حسن نایاب رسول پوری، سید علی محمد شاد عظیم آبادی، سید شاہ شیخ بشارت حسین شوق نیموی، سید شاہ نظیر حسن نظیر دانا پوری، حضرت نذر الرحمٰن حفیظ عظیم آبادی، نصیر الدین حسین لقیر عظیم آبادی، سید محمد ضمیر الحق قیس آروی، محمد عبد الشکور جوش نیموی، سید حسین مرتضٰی شفق عماد پوری، عبد الحمید سہسرامی، شاہ اکرام الدین احمد عرفان اسلام پوری اور ضمیر الدین احمد عرش گیاوی جیسے نعت گو شعراء کا نام خصوصی طور پر قابل ذکر ہے تو عورتوں کی صف میں حضرت بی بی منیر النساء اور جمیلہ رضیہ خاتون کا نام بھی قابل ذکر ہیں۔

نعت گوئی کا تیسرا دور یعنی دور حاضر نہایت ہی روشن اور تابناک دور ہے۔ اس دور میں متعدد باکمال شعراء افق شاعری پر جلوہ افروز ہوئے جنہوں نے فن نعت گوئی کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اسے فروغ بخشا اور اپنی کاوشوں سے بام عروج تک پہنچایا۔ اس فن میں نئی نئی تکنیک پیدا کی۔ زبان وبیان کے اعتبار سے بھی یہ دور نہایت ہی شاندار اور کامیاب دور ہے۔ زبان صاف و شُشتہ، رواں دواں فصیح وبلیغ اور شگفتہ و برجستہ ہے طرز اظہار اور پرایہ بیان میں دل کشی ورعنائی، حدت وندرت اور تروتازگی ہے۔ موضوعاتی اعتبار سے بھی اس دور کے نعتیہ کلام میں کافی وسعت وتنوع ہے۔ اور بعض نعت گو کے کلام پر فلسفیانہ

رنگ بھی غالب ہے۔

اس میں فکر کی گہرائی و گیرائی ہے۔ اس دور کے شعراء میں سید سلیمان ندوی، حافظ محمد یعقوب اوج گیاوی، سید محمد الدین تمنا عمادی پھلواروی، سید محمد عباس سریر کابری، حضرت ثمر ٹکاروی، حضرت شاہ محمد قائم قتیل داناپوری، نصرت حسین نصرت آروی، شاہ عطاء الرحمٰن کاکوی، محمد انوار الحسن نور آروی، سید کاظم علی جمیل مظہری، مولانا فخر الدین گیاوی، سید شاہ فضل امام واقف آروی، ناشاد عظیم آبادی، کلیم احمد عاجز عظیم آبادی، حافظ محمد سعد اللہ حمیدی ظفر مظفر پوری، سید شاہ رشید الرحمٰن ارشد کاکوی، محمد عبدالحفیظ بنارسی آروی، حضرت شاہ ایوب ابدالی منیر اسلام پوریؒ، متین عمادی جیسے شعراء نے نعت گوئی کے میدان میں اپنے جو ہر دکھائے۔ اس دور میں بھی بعض اہم شاعرات جیسے حضرت بی بی محمودہ خاتون اور رابعہ سلطانہ نعت گوئی کی سعادت حاصل کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ شاعری احساسات کی زبان میں وجدان کی نامعلوم دنیاؤں سے شاعر کے ذہنی قلبی اور خالصتاً شخصی، رابطے کے نتیجے میں وجود پاتی ہے۔ اور اس رابطے کے بعد بھی اگر موضوع اور معروض میں کسی قسم کی اہم آہنگی توافق (Harmony) پیدا نہ ہو سکے تو اچھی شاعری کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا۔ زندگی کی مابعد الطبیعاتی جہت جب شعری پیکر میں ظہور کرتی ہے تو شاعری زیادہ نازک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں شاعر کا شخصی مداخل (Personal Involment) عقیدے کا ہاتھ، عقیدت کا دائرہ اور شاعرانہ وجدان، سارے

عوامل کا نقطہ اتصال، ہونا ضروری قرار پاتا ہے۔ جو شعر کی تخلیق کا بہت ہی شاذ عمل ہے تخلیق کا یہ قیمتی لمحہ تو عام شاعری کرنے والوں کو بھی کم ہی میسر آتا ہے۔ نعتیہ شاعری تو ویسے ہی زیادہ نازک ہوتی ہے۔

نعت، رسول اکرمؐ کے ساتھ شاعر کے اس قلبی تعلق کے اظہار کے طور پر وجود میں آتی ہے جس کا تخلیقی جوہر حضور انورؐ کی ذات والا صفات آپؐ کے اوصاف حمیدہ آپؐ کے پیغام، آپؐ کے طریق حیات اور آپؐ کی بعثت سے دنیا کے انسانیت کو پہنچنے والے فیضان کے شعور سے شاعر کے قلب میں پیدا ہونے والا احساس تشکر اور جذبہ محبت ہوتا ہے۔ یہی نزاکت موضوع اردو شعرا کو اس وادی میں آنے سے روکتی رہی۔ ہاں حصول سعادت کے طور پر تقریباً ہر شاعر نے نعت کہی۔ خصوصاً سعادت کے خیال سے کہی گئی نعتوں میں دیگر شاعروں کا تو ذکر ہی کیا۔ میر تقی میر بھی اپنا تخلیقی لہجہ اور اپنی شعری شناخت کروانے والا اسلوب برقرار نہیں رکھ سکے۔ شاید اسی احساس نے غالب اور اقبال جیسے بڑے شاعروں کو اردو میں بالقصد نعت کہنے کی طرف مائل نہیں کیا۔ اس لئے نعت کی وادی میں شاعروں کی کم آمیزی نے عوام کو اپنے اظہار عشق رسول کے مواقع خوب خوب فراہم کئے۔ جس نے نعت گو شعراء کے متوازی اپنی تخلیقی سرگرمیاں جاری رکھیں جن کو اپنے جہل پر گمان علم تھا۔ اردو نعت کی تاریخ میں ایسے شعراء ہی کی مساعی نے نعت کی تخلیق کو ایک تحریک کی صورت میں ابھرنے بڑھنے پھولنے اور پھیلنے کا موقع دیا اور آج اللہ کے فضل وکرم سے بہ قول عنایت الہ آبادی۔

یہ عہد، عہد نعت رسول کریم ہے

آج کا نعتیہ شعری منظر نامہ ہمیں یہ دکھاتا ہے کہ بہت سے مستند شعراء جن کی (نام نہاد) ترقی پسندی کے چرچے عام تھے۔ ان کے نعتیہ مجموعے منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔ مثلاً احمد ندیم قاسمی، عارف عبدالمتین سرشار صدیقی، جمیل ملک وغیرہم اور دیگر شعراء جو لوگ طبعاً مائل بہ تخلیق نعت تھے ان کے معاملے میں تو ایسا لگتا ہے: ع

گویا دبستان کھل گیا

یہی وجہ ہے کہ نعت کے علمی آفاق کی تلاش میں ارباب عالم نکل کھڑے ہوئے ہیں اور اس صنف مقدس کے مختلف العباد کی تعین کا کام بھی ہوا ہے اور بڑے زور وشور سے جاری ہے، ایسے اہل علم میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر ریاض مجید اور ڈاکٹر عاصی کرنالی اور ممتاز حسن، ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق اور پروفیسر شفقت رضوی کے نام سرفہرست ہیں۔

نعت چونکہ انسانی کوشش سے وجود پذیر ہوتی ہے لہذا اس کے دائرہ تخلیق کی ادبی اور شرعی جہتیں بھی متعین کرنے کا خیال اب عام ہو رہا ہے اور اہل علم اپنی تنقیدی بصیرتوں سے بھی اس صنف کے ابعاد (Dimentions) کا احاطہ کرنے کے لئے سوچ بچار میں محو نظر آتے ہیں۔

نعت کا شعری روپ اصناف شاعری کے ہر پیکر میں جلوہ گر ہے اس لئے کہ نعت ایک ''موضوعاتی صنف سخن ہے''۔ جب تک سکہ بند شعراء اس جانب متوجہ نہیں ہوئے تھے نعت کے محرکات تخلیقی میں وہ تنوع پیدا نہیں ہوسکا تھا۔ جس کی

تلاش ادب کے سنجیدہ قارئین کو ہوتی ہے لیکن اب نعتیہ شاعری اجتماعی شعری دھارے یا (Main Stream of Poetry) سے ہم آہنگ ہو رہی ہے۔ اب نعت میں بھی جدید شعری رویئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ تمام ادبی تحریکوں مثلاً کلاسیکت، رومانیت تاثریت، یہاں تک کہ ترقی پسندی کے مثبت رجحانات تک سے نعتیہ ادب میں استفادے کے آثار نمایاں ہیں۔ اصناف شاعری کا ہیتی تنوع بھی مدح مصطفیٰؐ کے مضامین کے لئے اسی طرح آغوش کشا ہے، جس طرح اقبال نے کہا ہے کہ کائنات کا ہر وہ ذرہ جو آرزوئے کمال رکھتا ہے وہ یا تو نور مصطفیٰؐ سے کسب نور کر کے اپنی قدر متعین کروا چکا ہے یا اب تک نور مصطفیٰؐ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

اسی تناظر میں اگر ہم حضرت ثمر ٹکاروی کے نعتیہ سرمائے کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ دیگر شعراء کی طرح حضرت ثمر ٹکاروی نے بھی نعت گوئی پر خصوصی توجہ دی ہے اور رسول عربیؐ سے والہانہ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

ظاہر ہے حضرت ثمر کو بھی اپنے نبی سے دلی لگاؤ تھا اور ان کی محبت میں روز و شب تڑپتے تھے جس کا اظہار انہوں نے اپنے اشعار میں بہ حسن و خوبی کیا ہے۔

سید سلیمان ندوی کا ایک شعر ہے۔

پاکیزہ ترا از عرش و سما جنت و فردوس
آرام گہ پاک رسول عربی ہے

اور حمید ظفر، مظفر پوری کا یہ شعر۔

دیار گنبد حضرا ، ختن سے بڑھ کر ہے
مجھے تو آہوئے یثرب کے رم نے لوٹ لیا

اسی خیال کو حضرت ثمرؔ ٹکاروی نے اس طرح بیان کیا ہے ۔

وہ خطہ ہے جنت کے خطہ سے بڑھ کر
خود آرام فرما جہاں ہیں محمد

شب معراج کا ذکر کلیم احمد عاجز نے اس طرح کیا ہے ۔

یہ تھا وقت دلوں کے گداز ہونے کا
کشادہ خلوت راز و نیاز ہونے کا
نظر نظر میں بہم ساز باز ہونے کا
زباں پہ حرف و حکایت دراز ہونے کا

مگر حضرت ثمرؔ ٹکاروی اسی خیال کو کس خوب صورتی سے پیش کرتے ہیں شعر ملاحظہ ہو ۔

یہ معراج کی رات عقدہ کھلا ہے
ہر اک راز کے راز داں ہیں محمدؐ

عطا کاکوی نے حضرت صلعم سے سچے عشق و عقیدت اور گہرے خلوص و محبت سے متعلق اپنے جذبات دروں کا اظہار بڑی شدت اور دلآویزی کے ساتھ کیا ہے شعر ملاحظہ ہو۔

ہے سامنے آنکھوں کے مزار شہ لولاک
دم نکلے مدینے میں یہ لو دل سے لگی ہے

اور مولانا قاری محمد فخر الدین فخر گیاوی نے یوں کہا ہے۔

ساتھ ایماں کہ فخر عاجز کو
آئے موت اے خدا مدینہ میں

اور حضرت ثمر ٹکاروی نے اس خیال کو اس طرح شعری پیکر عطا کیا ہے۔

یہی ہے تمنا ثمر میرے دل میں
کہ کب دیکھوں جا کر دیار مدینہ

حضرت شاہ ایوب ابدالی تیرؔ اسلام پوری اپنے نبی کی شان میں یوں کہتے ہیں۔

خیر امت حق نے گو مجھ کو کہا
وجہ ننگ و عار ہوں لیکن شہا
کم ہے کتوں سے تمہارے مرتبہ
چمکے قسمت گر ہوں ان کی خاک پا

رحمت دنیا و دیں ہو یا رسول

سید شاہ فضل امام واقف آروی اس طرح کہتے ہیں۔

کیا کہئے مقام دل شیدائے محمدؐ
یا کنگرہ عرش ہے یا جائے محمدؐ

حضرت ثمر اسی خیال کو کس طرح کہتے ہیں دیکھئے۔

اے سرو قد قامت رعنائے محمدؐ
شد ذات احد عاشق و شیدائے محمدؐ

رابعہ سلطانہ ناشاد عظیم آبادی نے بارگاہ رسالت مآبؐ میں اپنے لطیف احساسات وجذبات کا اظہار یوں کیا ہے۔

اے بادِ صبا جا کر کہنا پیغام یہ میرا حضرت سے
ناشاد نہایت بیکل ہے محروم نہ رکھنا زیارت سے

حضرت ثمرؔ ٹکاروی کا یہ شعر اسی خیال کی ترجمانی ہے، دیکھئے۔

اتری ہے جن کی شان میں لولاک کی سند
ارماں ہے ان کی خواب میں زیارت نصیب ہو

سید سلیمان ندوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اس طرح بیان کرتے ہیں۔

رحمت عالم صل علیٰ مفخر آدم صل علیٰ
مرسل اکرم صل علیٰ اسمک احمد صل علیٰ

اور حضرت ثمرؔ ٹکاروی یوں کہتے ہیں۔

ہادیٔ اکمل احمد مرسل حرز دل وجان اسم مبارک
موجب برکت باعث رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

عشق محمد کی ایک جذباتی فضا اور والہانہ پن کا اظہار تمنا عمادپوری کے اس شعر میں ملتا ہے۔

مبارک ہو رسول کبریا تشریف لاتے ہیں
جہاں میں سر گروہ انبیاء تشریف لاتے ہیں

قادر الکلام اور زود گو شاعر واقف آروی نے بھی نعتیہ اشعار کے ذریعہ آنحضرت کی بارگاہ اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

ہے شور رفعنا لک ذکرک کا جہاں میں
اللہ ہے خود انجمن آرائے محمد

اسی عقیدت وجذبہ کے متعلق ثمر ٹکاروی فرماتے ہیں۔

کیوں غل نہ مچے کل عالم میں کونین کے سرور آتے ہیں
اور تاج شفاعت سر پر دھرے وہ شافع محشر آتے ہیں

سید شاہ عطاء الرحمٰن کاکوی پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ یوں پیش کرتے ہیں۔

سلام اس پر جو بن کے رحمت للعلمین آیا
سلام اس پر جو عالم کا شفیع المذنبین آیا

ثمر ٹکاروی نے بھی بارگاہ رسالت مآب میں سلام وعقیدت کے پھولوں کا مشک بو گلدستہ بڑے ہی جذب وشوق اور ادب واحترام کے ساتھ پیش کیا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

محمد مصطفیٰ بن کر شفیع المذنبین آئے
خدا کے دوست آئے مالک دنیا ودیں آئے

نبی آخری آئے حضور اولین آئے
بصد شان کریمی رحمۃ للعالمین آئے

جناب قتیل داناپوری کا یہ شعر ان کے افتاد طبع اور طرز سخن کا غماز ہے شعر ملاحظہ ہو۔

ہے لوح دل پہ نقش رب ھب لی امتی ابتک
سر پر آرائے محشر یا حبیب کبریا تم ہو

ثمر ٹکاروی اسی خیال کو الفاظ کا جامہ اس طرح پہناتے ہیں، شعر ملاحظہ ہو۔

نگاہ اہل دل ہو حاصل دنیا و دیں تم ہو
نشاط آخری تم ہوسرور اولیں تم ہو
بجا کہتی ہے دنیا رحمۃ للعالمیں تم ہو

عطا کاکوی نے حضورؐ کے معجزات کو فنی چابک دستی اور دل کش پیرایہ میں پیش کیا ہے۔

ہو گیا ٹکڑے ماہ درخشاں اور ستوں ہے ہجر میں گریاں
ہاتھ میں گویا کنکر پتھر صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ثمر ٹکاروی نے بھی کیا خوب کہا ہے، شعر ملاحظہ ہو۔

یہ معجزہ دنیا والوں کو دکھلا دیا کملی والے نے
پتھر کے بھی ریزوں سے کلمہ پڑھوا دیا کملی والے نے

مولانا قاری محمد فخر الدین گیاوی کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

سلام اس نور اقدس پر کہ محبوبؐ خدا وہ تھا
سلام اس پر کہ وجہ نازش ارض وسما وہ تھا

اور سریر کابری کا انداز بیان دیکھئے۔

سلام اس پر لقب ہے رحمۃ للعالمین جس کا
سلام اس پر خدا خود جس کے حسن پاک پر شیدا

اور حضرت ثمر ٹکاروی بڑے ہی خلوص وعقیدت کے ساتھ نذرانہ درود وسلام بارگاہ نبوی میں اس طرح پیش کرتے ہیں۔

سلام اے دود مان ہاشمی کے اختر تاباں
سلام اے سرزمین شور و بنجر کے گل خنداں
سلام اے قلزم عفو وعطا اے کونین کے سلطاں

امت کی زبوں حالی کا بیان تمنا عمادی کس طرح جاں گدازی اور دل سوزی کے ساتھ ہے۔

دیکھئے اپنی اس امت کو جو تھی خیر اُمم
آج ہر قوم سے ہر بات میں وہ ہوگئی کم
نہ وہ دل ہے نہ شجاعت نہ خلوص باہم
نہ وہ پہلا سا جلال اور نہ وہ پہلا حشم
نہ بزرگوں کو ہے خردوں کے مناصب کا لحاظ
اور نہ خردوں کو بزرگوں کے مراتب کا لحاظ

اور ثمر ٹکاروی امت کی زبوں حالی پر اپنے خیالات کا اظہار اس طرح

کرتے ہیں ۔

پھر ضرورت ہے تری اک نظر کی مولا

کسٹ میں دکھ میں مصیبت میں تیری امت ہے

اور یہ شعر ملاحظہ ہو۔

ترے راستے سے جو بھٹکے ہوئے ہیں

انہیں پھر تو شمع ہدایت عطا کر

الٰہی دکھا پھر تو شان کریمی

جو ہم کھو چکے ہیں وہ نعمت عطا کر

کہیں کیا مسلماں کے حالات کیا ہیں

تو واقف ہے بس اب ہدایت عطا کر

حضور اکرم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کے ساتھ ہی دنیا سے نفرت وظلمت کی تاریکی چھٹنے لگی۔ بت خانوں میں ہلچل سی مچ گئی۔ کافر دین خوف زدہ ہو اٹھے، اوج گیاوی نے یوں فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

اسلام کا ستارہ روشن ہوا جہاں میں

چمکا مہ رسالہ تاریک خاک داں میں

اسی خیال کو حضرت ثمر ٹکاروی نے نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے اور ہندی الفاظ کی بندش قابل تعریف ہے، ملاحظہ ہو ۔

کس کی آمد ہے کہ بت خانہ بہت سہمت ہے

مصر وایراں کا ہر اک کاخ و محل لرزت ہے

کون آوت ہے سنسار کا کونا کونا
نور ہی نور ہے باقی نہ کہیں ظلمت ہے

کہتے ہیں کہ قیامت کے دن بلا کی گرمی ہوگی اور اتنی ہوگی کہ حلق خشک ہو جائیگا۔ سارے امتی پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ اٹھیں گے۔ مگر جب کالی کملی والے پر نظر پڑے گی تو راحت محسوس کریں گے کیوں کہ حشر کے دن شفاعت کا حق صرف پیارے نبی کو ہوگا۔ نور آوری کہتے ہیں۔

کیاشان محمدؐ کی بھی اللہ وغنی ہے
امت کا مدد گار شفاعت کا دھنی ہے

ثمر ٹکاروی نے اس خیال کی نزاکت کو یوں پیش کیا ہے۔

پیاسوں کی جب نگاہ پڑے گی حضور پر
محشر میں کہہ اٹھیں گے کہ دریا ہے سامنے

عشق محمد کی ترجمانی حضرت بی بی محمودہ خاتون کے اس شعر سے ہوتا ہے۔

دل تصدق ہے فدا جان ہے قربان ہے جگر
نام پاک آپ کا کس درجہ ہے پیارا ہم کو
آسرا ہے تو فقط ایک تمہارا ہم کو
حشر میں دامن اقدس ہے سہارا ہم کو

عشق نبی میں سرشار ہو کر ثمر ٹکاروی یوں کہتے ہیں۔

ایک لطف ہے۔ بحر الفت میں جو اس میں ڈوب گیا
ہر تیرنے والا کہتا ہے دور اور کنارا ہو جائے

حفیظ بنارسی نے حضور کے سیرت پاک کے متعدد روشن و معتبر پہلوؤں پر روشنی کس قدر خلوص و عقیدت اور حق و صداقت کے ساتھ ڈالی ہے اسکا اندازہ اس شعر سے کیا جا سکتا ہے۔

چراغ دین و ایماں یوں فروزاں کر دیا تو نے
دل انسان کو رشک ماہ تاباں کر دیا تو نے

اور ثمر ٹکاروی کا اظہار خیال دیکھئے۔

خدا کی شان کو ہر جا نمایاں کر دیا تو نے
دل مومن میں روشن شمع ایماں کر دیا تو نے

یہ سلسلہ دراز ہوتا ہے تو اگلی کڑی میں مولانا شبنم کمالی، ڈاکٹر نجم الہدیٰ شمیم پھلواروی، فرحت قادری، ثمر ٹکاروی، طلحہ رضوی برق، قیوم خضر، سلطان اختر، ظفر ہاشمی، انجم کمال اور کئی دوسرے اہم شعراء مدحت رسول میں سرگرداں دکھائی دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صوبہ بہار میں نعت گوئی کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ پچھلی صدی کی آٹھویں دہائی سے لے کر موجودہ صدی کے سال رواں تک کافی شعراء نے نعت گوئی کے فن سے بھی اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ جو آنحضرت کی ذات بابرکات سے انکی گہری عقیدت و محبت پر مبنی ہے۔

اس طرح مندرجہ بالا اشعار کی روشنی میں یہ بات بلا تکلف کہی جا سکتی ہے کہ حضرت ثمر ٹکاروی کے یہاں بھی دیگر شعراء کی طرح ایسے اشعار بکثرت موجود ہیں جن میں عشق شاہ امم کی چاشنی اور انوار حسن سیرت کی جلوہ گری جا بجا نظر آتی ہے۔

اس طرح مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ دیگر اصناف سخن کی طرح حضرت ثمر ٹکاروی نے نعتیہ فکر و خیال کو اس کی روایتی شان کے ساتھ برتا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نعت گوئی میں وہ اپنی انفرادیت کے ساتھ ایک کامیاب نعت گو ہیں۔

☆☆☆

نمونۂ کلام

حمد

یارب تیری شان نرالی کتنا رحمت والا ہے
تحت ثریٰ کا مالک ہے تو ساکن عرش اعلیٰ ہے
تیری نظر میں سب ہی برابر ادنی ہے کہ اعلی ہے
سب ہی ترے ممنون کرم ہیں کتنا برتر وبالا ہے
یارب تیری شان نرالی

گلشن گلشن صحرا صحرا تری ہی گل کاری ہے
جنگل جنگل دریا دریا جلوہ گری ضوباری ہے
ذرہ ذرہ بے خود ہے ہر چیزوں میں سرشاری ہے
جس پر ترا لطف، وکرم ہو وہ تو سب پر بھاری ہے
یارب تیری شان نرالی

جس کو چاہے عزت دے تو جس کو چاہے ذلت دے
جس کو چاہے دوزخ دے جس کو چاہے جنت دے
جس کی چاہے شان بڑھا دے جس کو چاہے عظمت دے
جس کو تو گمراہ بنا دے اس کو کون ہدایت دے

یا رب تیری شان نرالی

کیا نہیں یہ احسان ہے تیرا علم کی دولت بخشی ہے
عزت و عظمت بخشی ہے اور دین کی نعمت بخشی ہے
تو نے محمد صلعم کی وہ راہ شرافت بخشی ہے
جن کے صلہ میں تو نے ثمرؔ کو ان کی شفاعت بخشی ہے

یا رب تیری شان نرالی

☆☆☆

حمد

یا خدا رحم و کرم تو نے جو ہر آن کیا
اُمت خاص کیا صاحب ایمان کیا

تیرے اک ایک مراعات کا کیا ہوا اظہار
کوثر آشام کیا امت ذیشان کیا

لفظ کن سے جو کیا دونوں جہاں کو پیدا
اپنے بندوں پہ خدا جود و فراوان کیا

بھیج کر اپنے حبیب احمد مختار کو تو
مژدۂ خلد دیا حامل قرآن کیا

نیک بندوں کے لئے خلد میں تو نے مامور
ایک سے ایک خدا حور اور غلمان کیا

میں خطا کار ہوں مجھ کو بھی خدایا ہو نصیب
میرے اسلاف پہ جو لطف جو احسان کیا

سجدہ شکر ثمرؔ کر تو بصد عرض و نیاز
دیکھ اس نے تجھے صاحب دیوان کیا

☆☆☆

حمد باری تعالیٰ

ہے فقط تیری ذات یااللہ
مالک کائنات یااللہ

تیرے احکام سے نہیں باہر
یہ حیات وممات یا اللہ

تیرے اک لفظ کُن سے قائم ہے
رونق شش جہات یا اللہ

آسماں پر ہجوم ماہ و نجوم
کہکشاں کی برات یا اللہ

یہ شجر یہ حجر یہ دشت وجبل
تیری خواہش کی بات یا اللہ

ساری چیزیں ہیں بے ثبات یہاں
ہے تو ہی باثبات یا اللہ

ہے تمنا ثمرؔ کی مل جائے
اس کو راہ نجات یا اللہ

☆☆☆

حمد باری تعالیٰ

ذرہ ذرہ سے جب عیاں تو ہے
میری آنکھ سے کیوں نہاں تو ہے
سارے عالم کا تو نگہباں ہے
یاخدا کتنا مہرباں تو ہے
میری شہ رگ سے بھی قریب ہے تو
کوئی یکتا ہے لا مکاں تو ہے
تو ہی رازق سب کا ہے یارب
مالک ہیزدہ جہاں تو ہے
میرا سجدہ ہے اور تیرا خیال
میرا سر ہے اور آستاں تو ہے
ساری چیزیں جہاں کی فانی ہیں
میرا معبود جاوداں تو ہے
ہے ثمر ترا بندۂ عاجز
اے خدا رحم کر کہاں تو ہے

☆☆☆

حمد باری تعالیٰ

ہو ادا کس سے حمد لا محدود
تو ہی معبود ہے تو مسجود
کوئی ہمسر نہ کوئی ہے تیرا
کس کو دعویٰ ہو بے نیازی کا
کوئی وارث نہیں تیرا معبود
نہ کسی کے سبب ہے تیرا وجود
تیرا کوئی نہیں کفو یارب
بس تو ہی تو ہے اور تو یارب
ہے تو ہی اپنی ذات میں یکتا
تیرا بندہ ثمر ہے حمد سراء

☆☆☆

حمد باری تعالیٰ

کون تجھ سے چھپا ہے یا اللہ
سب کو تو دیکھتا ہے یا اللہ

تو خالق ہے تو ہی مالک ہے
تو حاجت روا ہے یا اللہ

تو معبود ہے تو ہی مسجود
کون تیرے سوا ہے یا اللہ

چلتے ہیں سب تیرے اشارے پر
تو ہی سب کا خدا ہے یا اللہ

تیری رحمت کی ہی نشانی ہے
یہ جو موج صبا ہے یااللہ

یہ فلک یہ زمیں یہ دشت وجبل
ایک کن سے بنا ہے یااللہ

جتنی شئے ہے جہاں میں فانی ہے
اک تو ہی لا فنا ہے یا اللہ

موت آئے کب ملے گی حیات
اس کو تو جانتا ہے یا اللہ

بخش دینا ثمرؔ کو محشر میں
یہ بہت پر خطا ہے یا اللہ

☆☆☆

نعت

وہ پیغمبر انس وجاں ہیں محمدؐ
کرم گستر و مہر باں ہیں محمدؐ

بڑی بات ہے گر خدا ان کو کہہ دوں
خدا کے مگر رازداں ہیں محمدؐ

یتیموں کے ماویٰ غریبوں کے ملجا
مریضوں کے راحت رساں ہیں محمدؐ

یہ معراج کی رات عقدہ کھلا ہے
ہر اک راز کے رازداں ہیں محمدؐ

ہے بعد از خدا مرتبہ بھی انہیں کا
شہنشاہ کون ومکاں ہیں محمدؐ

وہ خطہ ہے جنت کے خطہ سے بڑھ کر
خود آرام فرماجہاں ہیں محمدؐ

غفور الرحیم اے ثمرؔ گر خدا ہے
کرم کے یم بیکراں ہیں محمدؐ

☆☆☆

نام محمد ﷺ

زباں پر رہے کیوں نہ نام محمدؐ
کلام خدا ہے پیام محمدؐ

کوئی اس کے رتبہ کو سمجھے بھلا کیا
رہا زندگی بھر جو رام محمدؐ

ہوئی اس کی کونین میں سر خروئی
سنا جس نے دل سے کلام محمدؐ

عرب کی فصاحت بلاغت بھی قرباں
زہے حسن طرز کلام محمدؐ

وہ روئے حسیں اور معطر وہ زلفیں
پرے از جہاں صبح وشام محمدؐ

وہ رحمت سراپا وہ ہمدم مجسم
وہ محبوب رب الانام محمدؐ

ثنا کیا کروں میں کہ وہ ذات واحد
ہے رطب اللسان خود بنام محمدؐ

محمدؐ کا رتبہ اسی سے عیاں ہے
امام زماں ہیں غلام محمدؐ

ہے پرتو فگن اے ثمرؔ مرے دل میں
ضیائے رخ لالہ فام محمدؐ

☆☆☆

یا رسولؐ

نکلے گی کب دل کی حسرت یا رسولؐ
تا کجے ہوگی زیارت یا رسولؐ

ہو اگر چشم عنایت یا رسولؐ
دور ہو ساری مصیبت یا رسولؐ

باعث تخلیق عالم یا حبیبؐ
شافع روز قیامت یا رسولؐ

معدن ، اخلاق احسان وکرم
منبع لطف و محبت یا رسولؐ

قابل صد رحم حال زار ہے
ہو نگاہ مہر و الفت یا رسولؐ

نور ایماں دل میں ہو پھر ضوفگن
دور کر پھر دل سے ظلمت یا رسولؐ

ہر طرف سے پھر مصائب کا شکار
ہو رہی ہے تیری امت یا رسولؐ

آپ ہیں محبوب رب بے نیاز
آپ ہیں فخر رسالت یا رسولؐ

اک اشارا کاش ہو جائے ادھر
جاگ اُٹھے پھر یہ قسمت یا رسولؐ

دست بستہ ہے کھڑا احقر ثمؔر
دور کر اس کی مصیبت یا رسولؐ

☆☆☆

صلی اللہ علیہ وسلم

صدر نشیں بزم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
نیر برج اوج نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

ذات مقدس نور ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم
ماحی شرک وکفر وضلالت صلی اللہ علیہ وسلم

خلق مجسم حلم سراپا بحر سخاوجود وعنایت
قلزم عفو وصبر وقناعت صلی اللہ علیہ وسلم

رہبر اعظم قائد اکبر سرور عالم شافع محشر
صاحب تاج روز قیامت صلی اللہ علیہ وسلم

ہادی اکمل احمد مرسل حرز دل و جاں اسم مبارک
موجب برکت باعثِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

زبدۂ ایماں ناشر عرفاں حامل قرآں منبع احساں
صلی علی چہ شان وعظمت صلی اللہ علیہ وسلم

جانب خستہ حال مسلمان باز نگاہے باز نگاہے
شاہ مدینہ ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆

نعت شریف

یہ معجزہ دنیا والوں کو دکھلا دیا کملی والے نے
پتھر کے بھی ریزوں سے کلمہ پڑھوا دیا کملی والے نے

اللہ کی رحمت کا مژدہ اور اس کی عنایت کا تحفہ
پھر اس کے علاوہ کیا کہئے کیا کیا دیا کملی والے نے

ہیں لطف مجسم شاہ عرب کونین نے گوشہ گوشہ میں
ایمان وصداقت کا پرچم پھہرا دیا کملی والے نے

باطل کا وہ دم خم ختم ہوا وہ کفر کی ظلمت دور ہوئی
اس شان سے نور عالم ویقین پھیلا دیا کملی والے نے

ہو نان جویں کا شیدائی ہو فرش زمیں کا دلدادہ
یہ درس ہر اہل ایماں کو سکھلا دیا کملی والے نے

ہیں امی لقب ہیں عالی نسب ہیں فہم وفراست میں افضل
ہر پیچ وخم دنیا کو ثمرؔ سلجھا دیا کملی والے نے

☆☆☆

نعت

زمین شور و بنجر کو گلستاں کر دیا تو نے
ہر اک ذرہ کو رشک ماہ تاباں کر دیا تو نے

خدا کی شان کو ہر جا نمایاں کر دیا تو نے
دل مومن میں روشن شمع ایماں کر دیا تو نے

شہیدان وفا کو سمت یزداں کر دیا تو نے
نئی تہذیب بخشی اور مسلماں کر دیا تو نے

ترے فیض نظر کی وہ ہوئی ہر سمت ارزانی
جو صحرا تھا اسے گلشن بداماں کر دیا تو نے

نگاہ لطف جس ناچیز پر ڈالی ہے اے مولا
اسے ہمعصر شاہ مصر وایراں کر دیا تو نے

کسی کو حضرت صدیق؄ اکبر کا دیا رتبہ
کسی کو حیدر؄ وفاروق وعثماں کر دیا تو نے

ثمرؔ بھی حشر میں بار گنہ سے دب کے رہ جاتا
زہے لطف وعطا بخشش کا ساماں کر دیا تو نے

☆☆☆

رحمت اللعالمین

نگاہ اہل دل ہو، حاصل دنیا و دیں تم ہو
نشاط آخری تم ہو سر ور اولیں تم ہو
بجا کہتی ہے دنیا رحمت اللعالمیں تم ہو

تمہاری خلوتوں کا حسن روح نور کیا جانے
تمہارا جذب نظارہ ، کلیم طور کیا جانے
سر کنج جرا، سر تا قدم چشمہ یقیں تم ہو

غریبی سے تمہاری روح دولت کانپ جاتی ہے
تمہارے فقرے سے شان امارت کانپ جاتی ہے
شہنشاہ دو عالم، تاجدار مرسلیں تم ہو

بہر آواز مظلومی پہ ہو نا آنکھ کا پر نم
یہ بوسیدہ ردا ، درد غریبی فقر کا عالم
مبارک دولت کونین کے تنہا امیں تم ہو

گنہگار محبت کیوں نہ تم پر ناز فرمائے
سید کاران الفت کیوں نہ تم سے روشنی پائے
پیام رحمت حق ہو شفیع المذنبیں تم ہو

تمہارے سوز ہجراں سے ہے اختر اختر ہستی
تمہاری زندگی ہر اک ادائے رہبر ہستی
کہ خضر رہروان عشق تم ہو بالیقیں تم ہو
بجا کہتی ہے دنیا رحمت اللعالمیں تم ہو

☆☆☆

نعت

جس پر خدا کو فخر ہے مولا تمہیں تو ہو
جس پر سبھی کو ناز ہے آقا تمہیں تو ہو

ابر کرم بھی چلتا رہا اس کے ساتھ ساتھ
جس کا نہ ہو سکا کوئی سایہ تمہیں تو ہو

ظلمت کدہ کو نور میں جس نے نہا دیا
وہ بحر امتنان سرا پا تمہیں تو ہو

جس کے قدم نے عرش کو بخشی ہیں عزتیں
معراج جس کو کہتے ہیں شاہا تمہیں تو ہو

بہر طواف کعبہ جو جاتے ہیں زائرین
کعبہ کے بعد قبلہ وکعبہ تمہیں تو ہو

محشر میں عاصیوں کو ملے گی جہاں پناہ
اے تاجدار گنبد خضراء تمہیں تو ہو

بعد از خدا عظیم دو عالم اگر ہے
ختم رسل حبیب دل آرا تمہیں تو ہو

در کو تمہارے چھوڑ کر جاؤں گا اب کہاں
درد دل ثمر کا مداوا تمہیں تو ہو

☆☆☆

سرورؐ آتے ہیں

کیوں غل نہ مچے کل عالم میں کونین کے سرور آتے ہیں
اور تاج شفاعت سر پر دھرے وہ شافع محشر آتے ہیں

ملجائے یتیماں آتے ہیں ماوائے غریباں آتے ہیں
دشمن سے ملے جو ہنس ہنس کر وہ ہادی و رہبر آتے ہیں

وہ رعب رسول اکرم ہے شاہان زمیں تھراتے ہیں
ہوتے ہیں اجازت کے طالب جب آپ کے در پر آتے ہیں

ہاں جس کی ثنا میں آئی ہے مزمل یٰسین اور طٰہٰ
وہ خلق مجسم آتے ہیں وہ رحمت داور آتے ہیں

کچھ غم نہیں اسکا محشر میں گو حد سے بڑھی ہے تشنہ لبی
وہ مالک زمزم آتے ہیں وہ صاحب کوثر آتے ہیں

توفیق مذاہب ہو تو چکی تکمیل مذاہب کی خاطر
کس شان خداوندی سے ثمؔر وہ سب کے پیمبر آتے ہیں

☆☆☆

نیاز و ناز مصلیٰ کی آمد آمد ہے

نسیم صبح تجلیٰ کی آمد آمد ہے
انیس قلب مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

بہار گلشن طیبہ کی آمد آمد ہے
خیال وفکر مزکیٰ کی آمد آمد ہے

زہے نصیب کہ زندہ ہیں خیر مقدم کو
رضائے باری تعالیٰ کی آمد آمد ہے

جھکی رہے گی جبیں رات بھر عبادت میں
نیاز و ناز مصلیٰ کی آمد آمد ہے

خدائے لطف و کرم سے نوازشیں ہوں گی
فلک پہ ماہ دلارا کی آمد آمد ہے

قلوبِ صاحب عرفاں بھی پر ضیا ہوں گے
فروغ حسن تجلیٰ کی آمد آمد ہے

ابھی سے ہونے لگی ہے ثمرؔ یہ تیاری
ہلال شہر تمنا کی آمد آمد ہے

☆☆☆

تشریف لا رہے ہیں

وہ تاجدار مکہ تشریف لا رہے ہیں
رونق فروز طیبہ تشریف لا رہے ہیں

ہم عاصیوں کے منجا تشریف لا رہے ہیں
سرتاج بزم عقبیٰ تشریف لا رہے ہیں

ہر بے کسوں کے ماویٰ تشریف لا رہے ہیں
نور خدا سراپا تشریف لا رہے ہیں

وہ افتخار عالم تشریف لا رہے ہیں
دونوں کے مولا تشریف لا رہے ہیں

وقت نزع بھی جن سے امت کا غم نہ چھوٹا
وہ رہنما و آقا تشریف لا رہے ہیں

وہ مفلسوں کے ہمدم وہ بے کسوں کے والی
ہر درد کے مسیحا تشریف لا رہے ہیں

ہے جن کا جسم اطہر نور خدا مجسم
جن کا نہیں ہے سایہ تشریف لا رہے ہیں

وہ جن کا نام نامی وجہ سکون دل ہے
حاجت روائے دنیا تشریف لا رہے ہیں

ماں باپ جن پہ صدقہ مال و متاع نچھاور
وہ ہادیٔ سراپا تشریف لا رہے ہیں

تشریف آوری ہے محبوب لم یزل کی
وہ محسن عجوزہ تشریف لا رہے ہیں

تشریف آوری ہے اس پیکر عفو کی
برتر ہے جن کا رتبہ تشریف لا رہے ہیں

تم مومنو کہاں ہو وقت قیام آیا
سرکار ارض بطحا تشریف لا رہے ہیں

وردِ زباں ثمرؔ ہو صلی علیٰ کا پیہم
دیکھو وہ سب کے آقا تشریف لا رہے ہیں

☆☆☆

شفیع المذنبین آئے

محمد مصطفیٰ بن کر شفیع المذنبیں آئے
خدا کے دوست آئے مالک دنیا و دیں آئے
نبی آخری آئے حضور اولیں آئے
بصد شان کریمی رحمت اللعالمیں آئے

کھلی آیات پر جس نے کہا ایمان لانے کو
خدا کی ذات پر جس نے کہا ایمان لانے کو
خوشا طالع جہاں میں صاحب دین مبیں آئے
بصد شان کریمی رحمت اللعالمیں آئے

مسموم کفر سے کالی گھٹا ہر سمت چھائی تھی
ہر ایک جانب جہالت تھی بتوں کی کبریائی تھی
لئے شمع ہدایت نور عرفان ویقیں آئے
بصد شان کریمی رحمت اللعالمیں آئے

بہائم سے بھی بدتر سب کے عادات وخصائل تھے
سباعِ وقت تھے انجام سے سب اپنے غافل تھے
انہیں سمجھانے دنیا میں وہ شاہ مرسلیں آئے
بصد شان کریمی رحمت اللعالمیں آئے

☆☆☆

نعت شریف

کس کی آمد ہے کہ بت خانہ بہت سہمت ہے
مصر وایراں کا ہر اک کاخ ومحل لرزت ہے

کون آتا ہے سرعرش سوا گت کے لئے
ہر فرشتہ ہے کھڑا باٹ بہت جوہت ہے

نام نامئی محمد کا ہی سمرن کر لو
مومنواس میں بہت لابھ بہت برکت ہے

کون آوت ہے کہ سنسار کا کونا کونا
نور ہی نور ہے باقی نہ کہیں ظلمت ہے

ظلم سہہ سہہ کر بھی کہتے تھے بلال حبشیؓ
ایسا ایمان و دھرم کون اجی چھوڑت ہے

پھر ضرورت ہے تری ایک نظر کی مولا
کسٹ میں دکھ میں مصیبت میں تیری امت ہے

جس کی چاہت میں تڑپتا ہے تو دن رات ثمرؔ
ہاں اسی شہر مدینہ کی مجھے چاہت ہے

☆☆☆

نعتیہ غزل

کیا اس کے مقدر کے کہنے جو آپ کا پیارا ہو جائے
مرنے کا قرینہ آجائے جینے کا سہارا ہو جائے

اک لطف ہے بحر الفت میں جو اس میں گیا ڈوب گیا
ہر تیرے نے والا کہتا ہے دور اور کنارا ہو جائے

ہم یونہی شہید ابرو ہیں،ہم یونہی قتل مژ گاں ہیں
گر قتل کی تم کو خواہش ہے بس ایک اشارا ہو جائے

پھر دیکھ تو کیسی بات بنے پھر دیکھ تو کیسا لطف ہے
جو درد ہے مرے پہلو میں اے کاش تمہارا ہو جائے

یہ روز ازل سے ثابت ہے دور عرش بریں بھی شاہد ہے
جو آپ پہ قرباں ہو جائے اللہ کا پیارا ہوجائے

آرام ہی ہو آرام ثمرؔ جنت کی تمنا کچھ نہ رہے
ہو مری سکونت اس کی گلی اور اس کا نظارہ ہوجائے

☆☆☆

نعت شریف

ہے فردوس منظر بہار مدینہ
دل وجاں نہ کیوں ہو نثار مدینہ

ہے وجہ سکوں دل زار ومضطر
قرار دل بیقرار مدینہ

وہ ہرلطف وایمان افزا مناظر
وہ فرحت فزا کوہسار مدینہ

وہ کیف آگیں صحن گلستاں طیبہ
وہ پھولا پھلا مرغ زار مدینہ

وہ ہر لحہ انور رحمت کی بارش
حضور رشہ نامدار مدینہ

امام جہاں خادمان محمدؐ
فلک منزلت خاکسار مدینہ

یہی ہے تمنا ثمر میرے دل میں
کہ کب دیکھوں جاکر دیار مدینہ

☆☆☆

خدمت نصیب ہو

دونوں جہاں کی عزت وراحت نصیب ہو
گر مرقد رسول کی خدمت نصیب ہو

کیا خوف اس کو پرشش اعمال بھلا
جس کو رسول پاک کی الفت نصیب ہو

پابند من یطیع کا جو لیل ونہار ہے
کیا ہے محال اس کو جو جنت نصیب ہو

گرمئ روز حشر کی خدمت میں یا خدا
ہم عاصیوں کو سایۂ رحمت نصیب ہو

اتری ہے جن کے شان میں لولاک کی سند
ارماں ہے ان کی خواب میں زیارت نصیب ہو

دنیا کی جاہ وثروت وحشمت سے ہے غرض
محتاج جو ہیں ان کی اعانت نصیب ہو

لکھتا ہوں نعت شافع محشر کی شان میں
اس کے صلہ میں ان کی شفاعت نصیب ہو

عامل اگر ہو ان صلاتی پر تو ثمرؔ
کھوئی ہوئی پھر عظمت وشوکت نصیب ہو

☆☆☆

گنبد خضرا کی تصویر دیکھ کر

بیٹھے ہوئے ہیں گنبد خضرا کے سامنے
آرام گاہ مالک ومولا کے سامنے

ہوتا ہے رحمتوں کا جہاں رات دن نزول
ہم ہیں اسی حسین نظارا کے سامنے

لب پر مدام کیوں نہ درود وسلام ہو
ڈالی یہی ہے صاحب بطحا کے سامنے

شرمندہ سرو ہے قدر رعنا کو دیکھ کر
پھیکا ہے چاند صورت زیبا کے سامنے

عیسیٰ نفس ہو لاکھ کوئی اپنے عہد کا
وہ مبتدیٰ ہے میرے مسیحا کے سامنے

عزم صمیم شرط ہے دیدار کے لئے
مشکل نہیں ہے کچھ بھی ارادہ کے سامنے

ڈر ہے غلط روی کا نہ ہی خوف گمراہی کا
ہم آ گئے ہیں اپنے ٹھکانا کے سامنے

پہنچے حضور چشم زدن میں تو عرش پر
جبرئیل تھک کے رہ گئے سدرہٰ کے سامنے

گرچہ گنہگار و خطا کار ہیں ثمرؔ
سرخم مگر حضور ہے ایماں کے سامنے

☆☆☆

نعت شریف

دونوں جہاں کا مالک و مولا ہے سامنے
کچھ غم نہیں ہے وہ میرا داتا ہے سامنے

بے ساختہ زباں پہ درود وسلام ہے
صلی علیٰ وہ حسن مدینہ ہے سامنے

یہ عشق کا شعور یہ حب رسول ہے
ہر لمحہ وہ شبیہ مذکی ہے سامنے

اہل وفا کی یاد عبادت سے کم نہیں
آنکھیں ہیں بند اور نظارا ہے سامنے

پیاسوں کی جب نگاہ پڑے گی حضور پر
محشر میں کہہ اٹھیں گے کہ دریا ہے سامنے

جنت کسی کے سامنے ہے تو ثمؔر کو کیا
اس کی نظر میں گنبد خضرا ہے سامنے

☆☆☆

نعتیہ غزل

نسیم صبح کی کافر ادائی
دہائی ہے دہائی ہے دہائی

کوئی دیکھے تو اس کی دل ربائی
جھکی جاتی ہے در پر کل خدائی

مجسم لطف سراپا محبت
اسے کہتے ہیں شان کبریائی

کسی کو دے دیا ساقی نے ساغر
مجھے آنکھوں ہی آنکھوں سے پلائی

خدا جانے کہاں ملتا ٹھکانا
اگر ہوتی نہ اس کی رہنمائی

نہیں اس سے فقط عالم ہیں روشن
مری دنیا ئے دل بھی جگمگائی

کہاں حسّان بن ثابت ہے کوئی
کرے جو آپ کی مدحت سرائی

نہ جامیؔ ہی رہے باقی نہ رومیؔ
سنیں اب کس سے ہم اس کی بڑائی

اسی ذات گرامی سے ہے رشتہ
ہوئی ہے عرش تک جس کی رسائی

فرشتوں پر بھی ہے وجدان طاری
ثمؔر تو نے غزل کیسی سنائی

☆☆☆

نعت شریف

جلوہ فگن ہے جلوہ سینا　　کاش جو ہو تا دیدۂ بینا
ان کی محبت دل کی راحت　　ان کا تصور سچ مچ جینا
یاد میں ساقی کی سب کچھ ہے　　لے جاؤ یہاں سے ساغر و مینا
واقعی وہ کیا خوش قسمت ہیں　　دیکھ جو آئے شہر مدینہ
دل میں ہے کتنی آپ کی الفت　　کیسے دکھا دیں چیر کے سینہ
ہجر میں اب یہ حال ہے شاہا　　چھوٹ گیا ہے کھانا پینا

کام نہ جب تم آؤ کسی کے
تو ہے ثمر بیکار یہ جینا

☆☆☆

نعت شریف

کہاں ہے گلشن طیبہ کا مالی مرا دامن ہے اب پھولوں سے خالی
جناب مصطفیٰ کے گلستاں میں ہیں گلہائے شگفتہ ڈالی ڈالی
یہی حسرت یہی ارماں ہے دل میں کہ میں ہوں اور ہو روضہ کی جالی
محمدؐ کا دیوانہ اور پریشاں؟ محمدؐ کا فدائی اور سوالی؟
بنا وہ غیرت صد ماہ تاباں نگاہ لطف جس ذرہ پہ ڈالی
مری آنکھوں میں ہے اشک ندامت یہ ہے درگہٗ حضرت میں ڈالی
ثمرؔ نازاں ہے جس پر کل خدائی
شہہ بطحا کی ہے وہ ذات عالی

☆☆☆

سلام

مر حبا فخر دو عالم
مر حبا سلطان اعظم
مرحبا اے ذوالکرم
کیوں زباں پر ہو نہ ہر دم
یا نبی سلام علیک

باعث ہر دو جہاں ہو
رونق باغ جہاں ہو
رہبر ہر انس وجاں ہو
پیشوائے مر سلاں ہو
یا نبی سلام علیک

عارف دربار وحدت
واقف اذکار برکت
کاشف اسرارقدرت
ہاتف مینار رحمت
یا نبی سلام علیک

ہے ثمر کی یہ تمنا
ہے یہی ارمان مولا
ہے یہی دل کا تقاضا
ہر گھڑی ہو ذکر تیرا
یا نبی سلام علیک

☆☆☆

سلام

سلام اے دو د مان ہاشمی کے اختر تاباں
سلام اے سر زمین شورو بنجر کے گل خنداں

سلام اے موجب تحریک فکر قادر مطلق
سلام اے باعث کونین اے شاہنشہ وذیشان

سلام اے ملت خیر الملل کے موجد وبانی
سلام اے قائد واے پیشوائے حضرت انساں

سلام اے نا خدائے کشتی دریائے عرفانی
سلام اے دستگیر بیکس ورنجور ونا داں

سلام اے قلزم عفو وعطا اے مرکز
سلام اے صاحب معراج اے کونین کے سلطاں

سلام اے ماحی اظلام شرک وکبر وگمراہی
سلام اے آسمان معرفت کے نیّر رخشاں

سلام اے منبع لطف وکرم اے رحمت باری
سلام اے روز نفسی نفسی امید گنہگاراں

جہالت شرک وبدعت قتل وخون ریزی کا چرچا تھا
عرب کیا؟ ساری دنیا میں یہی امڈا تھا اک طوفاں

ہراک جانب جہاں میں اہرمن کی حکمرانی تھی
نہ تھا اس دور میں کوئی بشر بھی واقف یزداں

کہ پھیلی ناگہاں غار حرا سے روشنی ایسی
منور ہو گیا دم بھر میں جس سے عالم امکاں

سلام اے سید روحی خدا محبوب ربانی
سلام اے مالک و مولا رہے فیضان بے پایاں

ناگاہ لطف کا بھی منتظر ہے اک ثمرؔ آقا
پڑا ہے کب سے وہ اپنے وطن میں بے سروساماں

☆☆☆

درود شریف

پڑھیے درود مصطفیٰ صلی علی محمدؐ
وردِ زباں رہے سدا صلی علی محمدؐ
صلی علی نبینا صلی علی محمدؐ
سید نا شفیعنا صلی علی محمدؐ

پڑھتے ملک ہیں برملا صلی علی محمدؐ
پڑھتا ہے عرش پر خدا صلی علی محمدؐ
صلی علی نبینا صلی علی محمدؐ
سید نا شفیعنا صلی علی محمدؐ

تم ہو حبیب کبریا صلی علی محمدؐ
تم پر فدا ہے خود صلی علی محمدؐ

صلی علی نبینا صلی علی محمدؐ
سید نا شفیعنا صلی علی محمدؐ

ذکر حبیب مرحبا صلی علی محمدؐ
کہتا ثمر ہے بر ملا صلی علی محمدؐ

صلی علی نبینا صلی علی محمدؐ
سید نا شفیعنا صلی علی محمدؐ

☆☆☆

سعادت ہوجائے

گرم مسلم خستہ حال ثمر پابند شریعت ہو جائے
کونین کی حاصل پھر اسکو دوبارہ سعادت ہو جائے

بس اک نگاہ لطف وکرم یا شاہ مدینہ ہوجائے
قدموں پہ نچھاور مسلم کے پھر تاج وحکومت ہوجائے

تقدیر کی بگڑی بن جائے تدبیر ہراک راس آجائے
گر جانب امت یا حضرت پھر چشم عنایت ہوجائے

اعمال کی اپنے ہے یہ سزا دنیا میں ہوئے ہیں خوار وزبوں
اے ختم رسل فریاد ہے یہ اب ختم یہ امت ہو جائے

بھیج دے اپنی امت میں حیدرؓ کو عمرؓ کو خالدؓ کو
پھر نیست جہاں فانی سے یہ فکر وضلالت ہو جائے

کیا خوف ہو اس کو محشر کا کیا فکر ہو اس کو حدت کی
تھوڑی سی جگہ بھی زیرِ لواواں جس کو عنایت ہو جائے

ہے وقت مدد اے شاہ زمن اے ختم مرسل اے فخر بشر
کیا ہے یہ گوارا دنیا سے اب ختم یہ امت ہو جائے

ہم اُسوۂ حسنہ پر اے ثمرؔ گر آج سے عامل ہو جائیں
دعویٰ ہے ہمارے قبضہ میں قدرت کی مشیت ہو جائے

☆☆☆

مناجات

الٰہی ہمیں جام وحدت عطا کر
سرور محبت بکثرت عطا کر

حبیب دو عالم کی الفت عطا کر
قیامت میں ان کی شفاعت عطا کر

ترے راستے سے جو بھٹکے ہوئے ہیں
انہیں پھر تو شمع ہدایت عطا کر

الٰہی دکھا پھر تو شان کریمی
جو ہم کھو چکے ہیں وہ نعمت عطا کر

کہیں کیا مسلماں کے حالات کیا ہیں
تو واقف ہے بس اب ہدایت عطا کر

ہو جذبات ایماں پھر دل میں پیدا
سب اطلاق ختم رسالت عطا کر

ہو تعلیم نبوی سے معمور پھر دل
صحابہ کا ذوق عبادت عطا کر

ثمر کو ملے تری رحمت کا ثمرہ
وہ خدمت عطا کر وہ خدمت عطا کر

☆☆☆

غم ابن علیؓ

غم میں اے ابن علی سارا جہاں خوں ناب ہے
یہ زمیں خوں ناب ہے یہ آسماں خوں ناب ہے

آپ کے غم میں شہید کر بلا یہ حال ہے
گلستاں خوں ناب ہے ہر بوستاں خوں ناب ہے

ہر کلی خاموش ہے ہر گل دریدہ پیرہن
الغرض اس باغ کا ہر ایں وآں خوں ناب ہے

ظلم واستبداد کی اس سے نہیں بڑھ کر مثال
ہر مکاں خون ناب ہے ہر آشیاں خوب ناب ہے

حضرت عباس پہنچے ہیں قریب نہر جب
سب نے یہ دیکھا کہ بازو بے جواں خوں ناب ہے

دامن صبر ورضائے حق نہ چھوٹا ہاتھ سے
گرچہ اک اک عضو جسم پہلواں خوں ناب ہے

اس کی آنکھوں نے بھی دیکھی ہے علی اصغر کی پیاس
بے سبب اشک نہیں یہ آسماں خوں ناب ہے

کر بلا میں دیکھ کر بے پردہ ناموس رسول
ذرہ ذرہ اس زمیں کا الاماں خوں ناب ہے

پہنچے جب میداں میں ابن علی شیر خدا
سر سے پا تک پھر وہ شمشیر رواں خوں ناب ہے

صف کی صف کو کھیت کر ڈالا بیک چشم زدن
اور دم بھر میں ہجوم دشمناں خوں ناب ہے

فاطمہ کا پیارا اور خیبر شکن کی آرزو
خون میں لت پت ہے جسم ناتواں خوں ناب ہے

دل میں رکھتا ہوں ثمرؔ جب حسین ابن علی
کیوں نہ ہو غم سے اگر اشک رواں خوں ناب ہے

☆☆☆

منقبت حضرت امام حسینؓ

آپ کے غم میں جو ہم آنسو بہاتے ہیں حسینؓ
سچ تو یہ ہے عاقبت اپنی بناتے ہیں حسینؓ

دشمنوں کی فوج یہ کہتی ہوئی رن میں چھپی
طاقت بازوئے حیدر اب دکھاتے ہیں حسینؓ

اللہ اللہ پیکر ایثار کہتے ہیں اسے
ظلم سہتے ہیں زباں پر اف نہ لاتے ہیں حسینؓ

جس طرح کانٹوں میں ہنستا ہے کوئی تازہ گلاب
تیر کھا کر بھی رن میں مسکراتے ہیں حسینؓ

خشک آنکھیں ہیں زباں بھی خشک ہے دل بھی اداس
اصغر معصوم کا لاشہ اٹھاتے ہیں حسینؓ

حضرت عباس بھی یہ کہہ کے رخصت ہو گئے
مرے نا نا جان جنت میں بلا تے ہیں حسینؓ

دست باطل پر کبھی بیعت نہ ہو اہل اعزاء
روشنی یہ ساری دنیا کو دکھا تے ہیں حسینؓ

آج بھی دنیا یزیدوں سے نہیں ہے پاک صاف
آج بھی مظلوم پر یہ ظلم ڈھا تے ہیں حسینؓ

موت سے بد تر ہے ان کی روز وشب کی زندگی
حادثے پر حادثے اب پیش آتے ہیں حسینؓ

موت سے بد تر ثمرؔ کی زندگی ہے یا حسینؓ
حادثے پر حادثے اب روز کر تے ہیں حسینؓ

☆☆☆

غم شہدائے کربلا

ثواب لوٹ لیں اہل عزا محرم میں
بجا ہے کیجئے آہ وبکا محرم میں

کہاں ہے ساقئی شیریں ادا محرم میں
شراب عشق ہجر بلا محرم میں

نہیں ہے صبر کا یارا طفیل ابن علی
پلا دے ہم کو بھی آب بقا محرم میں

کسی مہینہ میں اس کی نہیں ملے گی مثال
ہوئی ہے ظلم کی بس انتہا محرم میں

نثار ہو گئے ابن علی پہ دیوانے
شہید ہو گئے اہل وفا محرم میں

سکون دل کو ملا جسم کو ملی راحت
عجیب درد عجب غم ملا محرم میں

غم حسین میں دل کو جو پاش پاش کیا
ہمارا غنچہ دل کھل گیا محرم میں

اٹھا کے جام شہادت بذوق وشوق تمام
جو خوش نصیب ہے جس نے پیا محرم میں

کلی کلی ہے گلستاں کی آج نوحہ کناں
نہ کیوں اداس ہو بادِ صبا محرم میں

کریں گے ان کی شفاعت بروزِ حشر حضور
جو ہوں گے سبطِ نبی پر فدا محرم میں

حسین ؓ پیکرِ صبر ورضا کی ہو تقلید
حلف اٹھاؤ اب اہل صفا محرم میں

کبھی نہ سر جھکے باطل کے سامنے اپنا
یہ سبق تو ہے تم کو ملا محرم میں

ثمر زمین کہن میں یہ منقبت لکھی
ملا نہ جب کوئی مصرع نیا محرم میں

☆☆☆

نعت شریف

بیاں کیا ہو کمالاتِ محمدؐ مرا ایماں و دیں ذاتِ محمدؐ
قیامت تک ہے کافی رہبری کو احادیث و روایاتِ محمدؐ
خدا کی رحمتیں ہی رحمتیں ہیں تلطف اور مراعاتِ محمدؐ
فصاحت دیکھنا ہوگر تو دیکھو فرامین و خطاباتِ محمدؐ
یہ مہر و ماہ و انجم ہیں جو تاباں ہے سب عکسِ حالاتِ محمدؐ
دعائیں دشمنوں کو مل رہی ہیں زہے لطف و عنایاتِ محمدؐ
ثمؔر کہنا یہی روزِ قیامت
مرا ایمان و دیں ذاتِ محمدؐ

☆☆☆

SAMAR TIKARVI KI NAAT GOI

BY

Dr. NAYEEM SABA

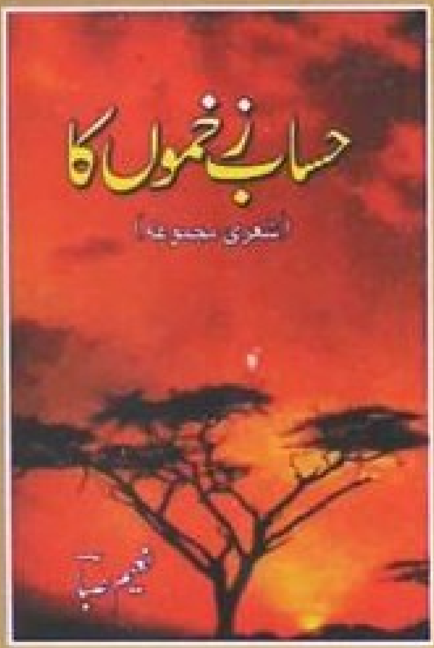

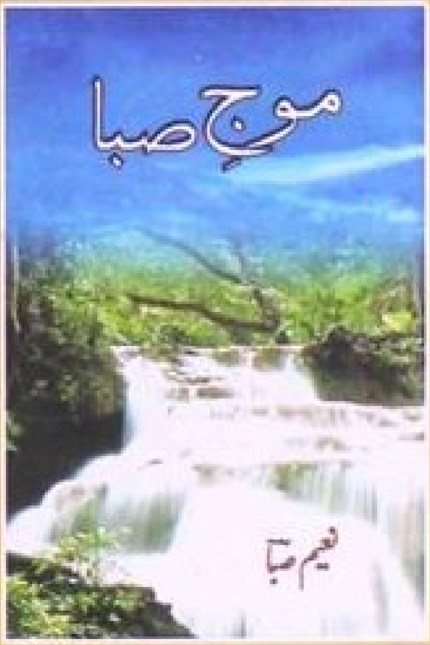

ثمؔر ٹکاروی کا ذوق شعرو سخن، ان کی خیاطی زندگی کا ایک ایسا ہمسفر بن گیا تھا جو آگے چل کر خستہ حالی میں ایک رفوگر کا کام کیا۔ ایک ٹیلر ماسٹر، محمد یوسف سے ثمؔر ٹکاروی بنے اور صوبہ بہار کے ضلع گیا کے ایک چھوٹے سے قصبے ٹکاری میں اپنی گنگا جمنی تخلیقی صلاحیتوں کی بدولت ''کوی جی'' کے نام سے مشہور ہوئے اور اپنی دکان کا نام ''کوی ٹیلرنگ ہاؤس'' رکھا۔

مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کی لیکن نظم نگاری میں استادانہ مہارت حاصل تھی۔ کہتے ہیں کہ ثمؔر ٹکاروی کم گو مگر ایک فی البدیہہ شاعر تھے جنہیں کوئی بھی موضوع دیا جاتا اُسے فوراً شعری پیکر میں اس طرح ڈھال دیتے جیسے ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو۔ صوفیانہ طبیعت ہونے کے باعث نعت گوئی کی طرف راغب ہوئے اور اس فن میں بھی انہوں نے ہنرمندانہ خلوص برتنے کی کوشش کی۔ ثمؔر ٹکاروی کے نعتیہ کلام کے مطالعے سے نہ صرف والہانہ کیف وکم کا احساس ہوتا ہے بلکہ عشق رسول کا جذبہ لاشعوری طور پر لپکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

ڈاکٹر نعیم صبا ''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو'' کے گھسے پٹے فارمولے پر چلنے کے قائل نہیں، بلکہ مقالہ نگار نے ایک گمنام استاد شاعر کے نعتیہ اثاثے کو محققانہ و ناقدانہ طور پر منظر عام پر لانے کی بھر پور کاوشیں کی ہیں۔ ان مخلصانہ کاوشات کے لئے موصوف یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر کلیم اختر، پٹنہ
8757878127

ISBN 978-93-90100-09-5
978-93-90100-09-5
www.ephbooks.com

EDUCATIONAL
PUBLISHING HOUSE
New Delhi , INDIA